ماہنامہ

لولاک

ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ: ۲ جلد: ۱۸ صفر المظفر ۱۴۳۵ دسمبر 2013

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۲۴ سال

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی

مولانا بشیر احمد حصاری کا سانحہ ارتحال

۳۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال

۳۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی جھلکیاں

۷ ستمبر... اور آج کا پاکستان

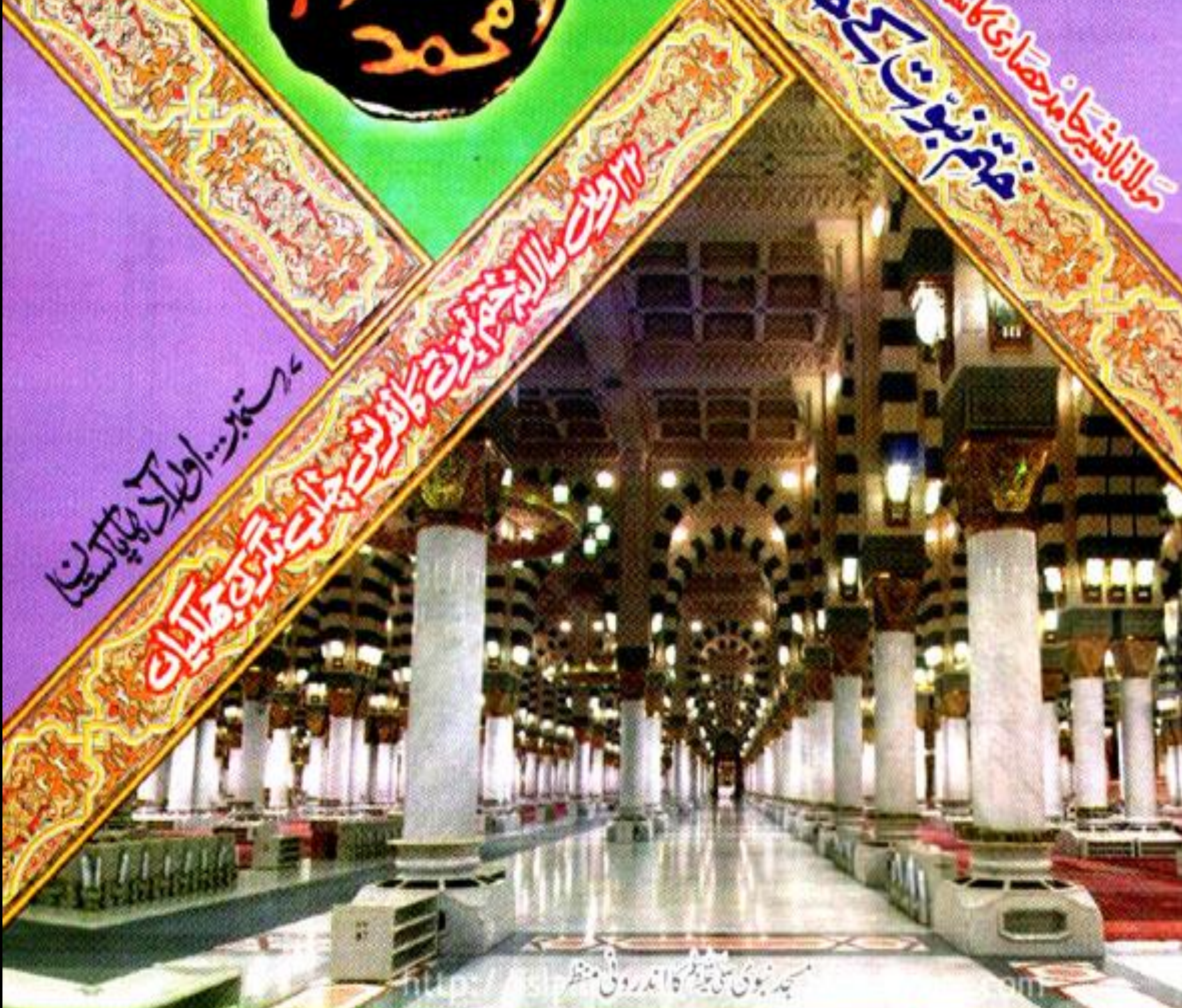

مسجد نبوی ﷺ کا اندرونی منظر

ہفتہ وار ضمیمہ تحفہ ہند میرٹھ کی بابت ضروری عرض

قادیانیت سے متعلق امت مسلمہ کا موقف اور جدوجہد

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۲ ○ جلد: ۱۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول	جمعیت علماء اسلام فیصل آباد	11
معارف خطبہ نکاح (قسط نمبر9)	مولانا محمد یوسف خان	15
۳۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال	مولانا اللہ وسایا	17
نادر تاریخی ورثہ لاثانی علمی شاہکار	جناب محمد فاروق قریشی	30
قادیانیت سے متعلق امت مسلمہ کا موقف اور جدوجہد	شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی	33
۷ رستمبر...... اور آدھا پاکستان	جناب اشتیاق احمد	36
۳۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی جھلکیاں	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	38

شخصیات

میرے محسن، میرے مربی......حضرت مولانا عبدالمتینؒ	جناب محمد خالد متین	41
حضرت حصاریؒ	مولانا غلام رسول دین پوری	43
مولانا بشیر احمد حصاریؒ کا سانحہ ارتحال	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	47

ردّ قادیانیت

فتنہ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات (قسط نمبر2)	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	48
قادیانیت کی مختصر تاریخ (قسط نمبر3)	جناب ارشد سراج الدین	51

متفرقات

ہفت روزہ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کی بابت ضروری عرض	مولانا اللہ وسایا	53
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

ختم نبوت کے حلف نامہ کی بحالی!

رائے ونڈ کے اجتماع میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے نواسے مظاہر العلوم سہارنپور کے ناظم تعلیمات مولانا محمد شاہد سہارنپوری، تبلیغ کے عالمی رہنما مولانا محمد زبیر الحسن سے ملاقات کے لئے ۹رنومبر کو صبح چناب نگر سے رخت سفر باندھا ہی تھا کہ حضرو ضلع اٹک سے ایک صاحب نے فون کیا کہ سپریم کورٹ کے حکم پر چاروں صوبوں نے بلدیاتی الیکشن کروانے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ بلوچستان، سندھ، خیبرپختونخواہ نے اپنے صوبوں کے بلدیاتی امیدواروں کے لئے فارم اپنے اپنے صوبہ کے الیکشن کمیشن کی ویب سائٹ پر جاری کئے ہیں۔ تینوں صوبوں کے فارموں میں مسلمان امیدواروں کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ شامل ہے۔ لیکن جو فارم الیکشن کمیشن پنجاب نے ویب سائٹ پر جاری کیا ہے۔ اس میں ختم نبوت کا حلف نامہ نہیں ہے۔ یہ خبر سنتے ہی دل ودماغ پر جو گزری اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانیوں نے اسے تسلیم نہ کر کے آئین سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ ہماری بیدار مغز قیادت نے حکومتی سطح پر ختم نبوت کا حلف نامہ تیار کیا کہ جو شخص خود کو مسلمان کہے۔ وہ یہ حلف نامہ پر کرے۔ حلف نامہ یہ ہے:

”میں حلفیہ اقرار کرتا رکرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد a کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ررکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا رکی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد a کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا رمانتی ہوں۔ نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ررکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا رکہتی ہوں۔“

شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ووٹر لسٹوں، الیکشن لڑنے کے لئے امیدواروں کے فارم غرض سرکاری کاغذات میں جو شخص مسلمان ہونے کا دعویدار ہو۔ وہ حلف نامہ پر کرے۔ اس سے قادیانیوں کے لئے مشکل پیدا ہوگئی کہ وہ آئین سے بغاوت کر کے خود کو مسلمان کہتے ہیں تو مرزا قادیانی کے کذب پر دستخط کرنے پڑتے ہیں اور اگر دستخط نہیں کرتے تو خود کو غیر مسلم تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بنا۔ قادیانیوں نے خود کو مسلمان لکھوایا۔ کیس بنے تو چوتھے قادیانی چیف گرو نے قادیانیوں کو ہدایت کی کہ مسلمان کے بجائے خود کو احمدی لکھوائیں۔ گویا حلف نامہ نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے جدا کر دیا۔

جناب بھٹو صاحب کے زمانہ میں یہ حلف نامہ جاری ہوا۔ جناب بھٹو صاحب کو سزائے موت جسٹس مشتاق نے دی تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے ریٹائرمنٹ کے بعد جسٹس مشتاق کو چیف الیکشن آف پاکستان بنا دیا۔ جسٹس مشتاق

کے سر پر سوار تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی تو مجھے لٹکا دیں گے۔ مرزا ناصر قادیانی لاٹ پادری نے جسٹس مشتاق کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے جھانسہ دیا کہ آپ ووٹر لسٹوں سے فارم کے حلف نامہ میں تبدیلی کردیں۔ جسے قادیانی بھی پر کرسکیں۔ تاکہ ان کا مسلمانوں میں شمار ہو۔ اس تبدیلی کے بدلہ میں ہم ظفر اللہ قادیانی کے ذریعے آپ کو ہیگ کی عالمی عدالت کا جج لگوادیں گے۔ آپ باہر چلے گئے تو پیپلز پارٹی کی دست برد سے بچ جائیں گے۔

چیف الیکشن کمشنر آف پاکستان جسٹس (ر) مشتاق حسین کے لئے بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ وہ آمادہ کیا ہوئے ووٹر لسٹوں کے فارم کے حلف نامہ میں تبدیلی کرکے فارم چھاپنے شروع کردیئے۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ ان دنوں عالمی مجلس کے ناظم اعلیٰ تھے۔ انہوں نے اصل حلف نامہ اور تبدیل شدہ دونوں لئے۔ عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا تاج محمودؒ تینوں حضرات مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ سے سی ایم ایچ ہسپتال راولپنڈی میں ملے۔ عیادت کی اور اس صورتحال پر مشاورت کی۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے نوابزادہ نصر اللہ خانؒ کو بلالیا۔ تمام حضرات نے غوروفکر کے بعد طے کیا کہ نوابزادہ صاحبؒ جنرل ضیاء الحق سے بات کریں۔ انہوں نے بات کی۔ ضیاء صاحب نے جسٹس مشتاق سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ فارم تو چھپ گئے ہیں۔ اب ان کو کینسل کریں تو کروڑوں کا نقصان ہوگا۔ ضیاء صاحب نے نوابزادہ صاحب نے معذرت کرلی اور خود اسی شام عمرہ کے لئے چلے گئے۔ نوابزادہ مرحوم نے مفتی صاحبؒ کو ملاقات کی تفصیلات سے آگاہ کیا کہ ضیاء مشتاق گٹھ جوڑ پلے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتا۔ مفتی صاحب نے ضیاء صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری سے کہا کہ میری ضیاء صاحب سے بات کرواؤ۔ سعودیہ میں بات ہوئی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ تبدیل شدہ حلف والے فارم کینسل کرو۔ اصل حلف والے فارم شائع کرو۔ ورنہ آپ کا ہمارا راستہ جدا جدا۔ اس وارننگ سے ضیاء صاحب کی گردن کا سریا خم کھا گیا۔ تبدیل شدہ حلف والے فارم کینسل ہوئے۔ کفر ہار گیا۔ اسلام جیت گیا۔ یہ ۸؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔

پھر جب جنرل پرویز مشرف برسراقتدار آئے۔ ضیاء صاحب نے جداگانہ انتخابات کی طرح ڈالی تھی۔ پرویز مشرف نے ان کو مخلوط کردیا۔ مخلوط انتخابات کے لئے ووٹر لسٹیں بننا شروع ہوئیں تو پھر حلف نامہ حذف کردیا گیا۔ اب جنرل ضیاء کی جگہ پرویز مشرف تھے اور مولانا مفتی محمودؒ کی جگہ مولانا فضل الرحمن تھے۔ کیس وہی کھڑا ہوگیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ تھے۔ آپ سے تمام صورت حال عرض کی۔ یہ ۲۸؍اپریل ۲۰۰۲ء کی بات ہے۔ ۳۰؍اپریل ۲۰۰۲ء کو پرویز مشرف کا ’’صاف شفاف ریفرنڈم‘‘ تھا۔ یکم مئی کو ۴ بجے شام حضرت مولانا فضل الرحمن سے ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور فقیر نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ۲؍مئی کوئٹہ میں جمعیت کا جلسہ تھا۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نے وہاں سے تحریک کا آغاز کردیا۔ ۴، ۵؍مئی کو جمعیت کی شوریٰ کا لاہور میں اجلاس تھا۔ جمعیت نے اس مطالبہ کو ملک گیر بنادیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام دینی جماعتوں کے اشتراک وتعاون سے جگہ جگہ جوت جگائی۔ ۱۰؍مئی ۲۰۰۲ء کو یوم

احتجاج منایا گیا۔ ۲۸ر مئی کو آل پارٹیز کانفرنس فیلیٹز ہوٹل لاہور میں مولانا فضل الرحمن کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ چاروں مکاتب فکر، تمام سیاسی، مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ مشترکہ اعلامیہ میں ’’ووٹر لسٹوں میں حلف نامہ کو حذف کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے ورنہ تحریک چلائیں گے‘‘ کا اعلان کیا گیا۔ حق تعالیٰ نے کرم کیا۔ پرویز مشرف کی حکومت نے ۳۱ر مئی ۲۰۰۲ء کو حلف نامہ بحال کر دیا۔ ایک بار پھر کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔

اب ۹ر نومبر ۲۰۱۳ء کی فون کال سے معلوم ہوا کہ تینوں صوبوں کے بلدیاتی امیدواروں کے فارم میں حلف نامہ ہے۔ پنجاب حکومت کے فارموں میں حلف نامہ نہیں ہے۔ چناب نگر سے لاہور ساڑھے ۹ بجے پہنچے۔ برادر حافظ شفیق الرحمن سے لاہور، مولانا قاضی احسان احمد سے کراچی، حافظ محمد انس سے ملتان عرض کیا کہ الیکشن کمیشن کی صوبائی ویب سائٹ سے امیدواروں کے فارم نکالیں۔ حافظ محمد شفیق نے آدھ گھنٹہ میں فارم نکال کر دے دیئے۔ واقعی خبر صحیح تھی کہ تینوں صوبوں میں حلف نامہ ہے۔ پنجاب میں نہیں۔ اب مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب سے عرض کیا کہ آپ مولانا فضل الرحمن صاحب سے رپورٹ عرض کریں اور مدد کی درخواست کریں۔

ادھر فقیر نے جناب مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، جناب لیاقت بلوچ، مولانا امجد خان، مولانا عبدالخبیر آزاد، مولانا اسعد عبید، مولانا رشید احمد لدھیانوی اور دیگر نہ معلوم کن کن حضرات سے صورتحال عرض کی۔ سب نے مدد کا وعدہ کیا۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے فرمایا کہ ملک بھر سے الیکشن کمشنر کو ای میل کے ذریعہ اس غلطی پر احتجاج نوٹ کرایا جائے۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہ درخواست ای میل کی گئی:

بخدمت جناب چیف الیکشن کمیشن آف پاکستان!

گزارش ہے کہ پاکستان میں ممکنہ بلدیاتی الیکشن ۲۰۱۳ء کے لئے جو کاغذات نامزدگی (NOMINATION FORM) برائے کینڈیڈیٹ الیکشن کمیشن (پنجاب) کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں ان میں ختم نبوت کے حلف نامے کو شامل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ یہ فارم مسلم کینڈیڈیٹ کے لئے علیحدہ طور پر اور غیر مسلم کینڈیڈیٹ کے لئے علیحدہ طور پر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے صوبوں (سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ) کی صوبائی گورنمنٹوں نے علیحدہ شائع کئے ہیں۔ لیکن پنجاب گورنمنٹ نے دونوں کو اکٹھا شائع کیا ہے۔ جس سے مسلم اور غیر مسلم نمائندوں کی پہچان مشکل ہوگئی ہے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس غیر مؤثر ہونے کا خدشہ ہے۔

سابق صدر ضیاء الحق مرحوم اور پرویز مشرف کے زمانہ اقتدار میں بھی یہ مذموم حرکت کی گئی اور فارم سے ختم نبوت کے حلف نامے کو ختم کیا گیا۔ مسلمانان پاکستان کی عظیم ترین جدوجہد سے یہ قادیانیت نواز کوششیں ناکام بنادی گئیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ پرنٹ شدہ فارموں کو گورنمنٹ نے ضائع کیا اور نئے فارم جن میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل تھا۔ ان کو شائع کیا۔ اب بھی درخواست کی جاتی ہے کہ ان پرنٹ شدہ فارموں کو ضائع کر کے نئے فارم شائع کئے جائیں۔ نئے فارم شائع کرنا گورنمنٹ کی شرعی و آئینی ذمہ داری ہے اور مسلمانان پاکستان کا تسلیم شدہ مطالبہ ہے۔ لہٰذا اس پر عمل کیا جائے۔ مزید یہ کہ ان مشکل حالات میں جن میں ملک کسی قسم کی غیر یقینی صورت حال کا

متحمل نہیں۔ الیکشن کمیشن پنجاب میں چھپے قادیانی یا قادیانیت نواز آدمی کو جس نے بغیر ختم نبوت کے حلف نامے کے فارم شائع کئے ہیں اس کو معطل کر کے سزا دی جائے۔ تاکہ مسلمانان پاکستان کے دلوں کے اندر پائی جانے والی تشویش کا ازالہ کیا جاسکے۔

باقی تینوں صوبوں کی لوکل گورنمنٹ نے اپنے جاری کئے گئے کاغذات نامزدگی NOMINATION FORM) فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کیا ہے۔ لہٰذا آنجناب سے درخواست کی جاتی ہے کہ باقی صوبوں کی طرح صوبہ پنجاب کے فارموں میں ختم نبوت کے حلف نامہ کو شامل کیا جائے۔ تاکہ منکرین ختم نبوت (لاہوری وقادیانی گروپ) کا کوئی آدمی مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر بلدیاتی الیکشن میں حصہ نہ لے سکے۔ آنجناب کی حضور a سے محبت کا یہی تقاضا ہے۔ اس لئے پرزور امید کی جاتی ہے کہ اس اہم ترین امر پر فوری عمل کیا جائے گا۔

والسلام! (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری ...... جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان!

ادھر تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لئے چارسدہ کے برادر عبدالرحمٰن صاحب لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے صاحبزادہ صاحب اور سیکرٹری صاحب کو نوٹ کرایا کہ وہ فقیر راقم سے حضرت مولانا کی بات کرائیں۔ چنانچہ ۲ ربجے دن کے قریب اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا فون آ گیا۔ ان سے تفصیل عرض کی۔ آپ نے فون بند کرتے ہی الیکشن کمشنر پنجاب کو فون کیا۔ انہوں نے عذر کیا کہ ہمیں تو جو صوبائی حکومتیں فارم تیار کر کے دیتی ہیں وہی شائع کرتے ہیں۔ باقی صوبوں نے حلف نامہ فارم میں دیا۔ پنجاب حکومت نے نہیں دیا۔ جس نے جو دیا وہ ہم نے لگا دیا۔ اس پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ: ''بھٹو کے دور سے آج تک انتخابات چاہے مخلوط ہوں یا جداگانہ۔ مرکزی انتخابات ہوں یا بلدیاتی جو پینتالیس سال سے فارموں میں حلف نامہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ کو حذف کر کے پنجاب حکومت اور الیکشن کمیشن دونوں نے خلاف قانون کیا ہے۔ جو ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں۔ جس نے یہ سازش کی ہے وہ دل ودماغ سے یہ نکال دے کہ بغیر حلف کے کوئی فارم جمع ہوگا۔ ہم اس کی راہ میں سرسکندری بنیں گے۔ فوراً تدارک کیا جائے۔'' پنجاب الیکشن کمیشن کے سربراہ نے کہا کہ میں بھی صوبائی حکومت سے کہتا ہوں۔ آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ آپ (مولانا فضل الرحمٰن صاحب) بھی چیف منسٹر پنجاب سے بات کرلیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا کے سیکرٹری کی کال سے معلوم ہوا کہ الیکشن کمشنر پنجاب سے حضرت مولانا کی بات ہوگئی۔ اب چیف منسٹر پنجاب سے رات بات ہوگی۔

جناب لیاقت بلوچ صاحب، مولانا عبدالخبیر کے بھی فون آئے کہ وہ مسلسل رابطہ میں ہیں۔ لیکن دشمن کی عیاری دیکھیں کہ وار کرنے کے لئے وہ وقت چنا جب دو چھٹیاں تھیں۔ ہفتہ کو اقبال ڈے۔ اگلا دن اتوار۔ اب ساری نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی چیف منسٹر صاحب سے بات ہو جائے۔ رات ساڑھے گیارہ بجے فون کی گھنٹی بجی۔ آنکھ کیا کھلی۔ مقدر بھی جاگ اٹھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم قائد محترم مخدوم ابن مخدوم کا فون تھا۔ علیک سلیک خیر خیریت کے بعد فرمایا کہ: ''میری ابھی چیف منسٹر پنجاب جناب

شہباز شریف صاحب سے فون پر بات ہوئی ہے۔ تفصیل سے دوٹوک بات ہوئی ہے کہ حلف نامہ کی بحالی کے بغیر کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ جناب میاں شہباز شریف نے جواباً کہا کہ: ''حضرت مولانا آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے احسان فرمایا کہ اس فروگذاشت پر مطلع فرمایا۔ مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔ ابھی نوٹس لیتا ہوں۔'' حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا فقیر نے سراپا شکریہ ادا کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی دوسرے کمرے سے اٹھ کر آ گئے۔ مولانا امجد خان کو فون کیا کہ مسئلہ تو حل ہوگیا۔ خبر بھجوائیں۔ اگلے روز ۱۰؍نومبر ۲۰۱۳ء کے جنگ لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی:

''بلدیاتی انتخابات کے نامزدگی فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کیا گیا ہے تو فوری کارروائی ہوگی'
شہباز شریف کی مولانا فضل الرحمٰن کو یقین دہانی: اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف نے کہا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں قانون اور شریعت کے منافی کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات کے نامزدگی کے فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنے کی بات اگر ٹھیک ہے۔ تو اس پر فوری کارروائی ہوگی اور وہ ذاتی طور پر اس معاملے کی تحقیقات کرائیں گے۔ وزیراعلیٰ نے یہ یقین دہانی جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کی جانب سے اس جانب توجہ دلانے پر کرائی کہ یہ بلدیاتی انتخابات کے لئے امیدواروں کے لئے جس فارم کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس میں امیدوار کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کردیا گیا ہے۔ جس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔ شہباز شریف نے اس معاملے کی جانب توجہ دلانے پر مولانا فضل الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ وہ فوری طور پر اس کا نوٹس لے رہے ہیں اور اس ضمن میں کارروائی سے انہیں بھی آگاہ کیا جائے گا۔''

یہ خبر بھی ملاحظہ فرمائیں

''بلدیاتی الیکشن کے کاغذات نامزدگی میں ختم نبوت کا حلف نامہ دوبارہ شامل کیا جائے۔ مجلس ختم نبوت اور جماعت اسلامی کا مطالبہ۔ فضل الرحمٰن کا وزیراعلیٰ پنجاب کو ٹیلیفون: لاہور (خبر نگار خصوصی+سٹاف رپورٹر) جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے الیکشن کمیشن کو خط لکھا کہ پاکستان میں بلدیاتی الیکشن ۲۰۱۳ء کے لئے جو کاغذات نامزدگی برائے امیدواران الیکشن کمیشن (پنجاب) کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں۔ ان میں ختم نبوت کے حلف نامے کو شامل نہیں کیا گیا۔ یہ دوبارہ شامل کیا جائے۔ یہ فارم مسلم امیدواروں کے لئے علیحدہ اور غیر مسلم امیدواروں کے لئے علیحدہ ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسرے صوبوں (سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ) کی صوبائی گورنمنٹوں نے علیحدہ شائع کئے ہیں۔ لیکن پنجاب گورنمنٹ نے دونوں کو اکٹھا شائع کیا ہے۔ جس سے مسلم اور غیر مسلم نمائندوں کی پہچان مشکل ہوگئی ہے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس غیر مؤثر ہونے کا خدشہ ہے۔ جنرل ضیاء الحق اور پرویز مشرف کے دور حکومت کی طرح اب بھی درخواست ہے کہ ان پرنٹ شدہ فارموں کو ضائع کرکے نئے فارم شائع کئے جائیں۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے پنجاب حکومت کی طرف سے بلدیاتی انتخابات میں امیدواروں کی نامزدگی کے لئے تیار کردہ فارم سے ختم نبوت کے حوالے

سے حلف نامہ کو ختم کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس حلف نامہ کو فوری طور پر دوبارہ فارم میں شامل کیا جائے۔ پریس ریلیز کے مطابق جے یو آئی کے امیر مولانا فضل الرحمن نے وزیر اعلیٰ شہباز شریف سے ٹیلی فون پر گفتگو کی۔ نامزدگی فارم میں ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامہ نہ ہونے پر تشویش کا اظہار کیا۔ وزیر اعلیٰ نے اہم مسئلہ پر توجہ دلانے پر مولانا کا شکریہ ادا کیا اور یقین دلایا کہ اس بات کا نوٹس لے کر تحقیقات کروائیں گے اور حلف نامہ شامل کروائیں گے۔'' (جنگ ۱۰؍نومبر ۲۰۱۳ء)

اللہ تعالیٰ کے کرم کو دیکھیں کہ ۹؍نومبر کو صبح اطلاع ملی کہ ووٹر لسٹ سے حلف نامہ حذف ہوا۔ ۹؍نومبر کے ختم ہونے سے پہلے رات گئے بحالی کا مژدہ سن لیا۔ ۱۰؍نومبر کو اخبارات میں خبریں بھی پڑھیں جواب قارئین نے بھی پڑھ لیں۔ لیکن ہماری تشویش کا یہ مرحلہ باقی تھا کہ آج اتوار ہے۔ دفاتر بند، نوٹیفکیشن نہ ہوا تو ۱۱؍نومبر پیر کو یہی فارم بغیر حلف کے تقسیم ہونا شروع ہوگئے۔ دشمن تو پھر بھی سازش میں کامیاب ہوگیا۔ اس پر عمل درآمد پنجاب میں ہوتا ہے۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالخبیر آزاد سے عرض کیا کہ وہ الیکشن کمشنر، وزیر قانون پنجاب، چیف سیکرٹری سے رابطہ کریں۔ (اطلاع یہ ہے کہ آخر الذکر صاحب ہی بنیادوں میں پانی مرنے کا باعث تھے۔ سراپا حیرت ناک خبریں ہیں) محترم جناب لیاقت بلوچ سے بھی فون پر عرض کی کہ وہ فیصلہ پر عملدرآمد کے لئے مدد کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں درخواست تیار کر کے خود لکھتا ہوں۔ چھٹی کے باوجود اپنے ذرائع سے چیف منسٹر تک درخواست پہنچاتا ہوں۔ چنانچہ ۱۰؍نومبر کی صبح انہوں نے یہ درخواست ان تک پہنچائی:

مکرمی ومحترمی میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ صوبہ پنجاب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ، امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے!

آمدہ بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے پنجاب حکومت نے امیدواروں کے لئے جو نامزدگی فارم تیار کیا ہے۔ اس میں سے حضرت محمد a کی ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامہ نکال دیا گیا ہے۔ یہ ایک تشویشناک عمل ہے جس پر مذہبی اور دینی حلقوں کی طرف سے بھی سخت ردعمل آرہا ہے۔ خصوصاً تحریک ختم نبوت کے ذمہ داران نے رابطہ کر کے احتجاج کے ساتھ دکھ اور رنج کا بھی اظہار کیا ہے۔

آپ کی اس طرف توجہ مبذول کروانے کا مقصد یہ ہے کہ اس حلف نامے کو مذکورہ فارم میں شامل کئے جانے کے احکامات جاری کریں۔ یہ ناپاک جسارت کرنے والوں کا کھوج لگائیں اور انہیں سخت ترین سزادیں۔ کیونکہ ایسا صرف پنجاب ہی میں ہوا ہے۔ باقی تینوں صوبوں کے تیار کردہ نامزدگی فارم میں یہ حلف بدستور شامل ہے۔ یوں پنجاب حکومت کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہورہی ہے اور خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ یہ حرکت بیوروکریسی میں موجود قادیانی لابی کی بھی ہوسکتی ہے تاکہ وہ اپنے لئے راہ ہموار کریں اور یہ باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کا حصہ بھی ہوسکتا ہے تاکہ کفر کی عالمی طاقتوں کو خوش کر کے ان سے مالی امداد حاصل کی جاسکے۔ یہ دونوں سبب بھی بیک وقت اس ناپاک جسارت اور مذموم حرکت کا محرک ہوسکتے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ اس غلطی کے تدارک کا فوری اہتمام کریں تا کہ حالات مزید بگڑنے نہ پائیں۔

آپ کے تعاون کے لئے شکر گزار رہوں گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

والسلام! خاکسار ...... لیاقت بلوچ

سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان

تھوڑی دیر بعد مولانا عبدالخبیر آزاد نے بتایا کہ الیکشن کمشنر نے بتایا ہے کہ حکومت پنجاب نے بغیر حلف کے فارم دینے سے روک دیا ہے۔ فارم کے ساتھ حلف نامہ بھی جاری ہوگا اور اس کے بغیر کوئی فارم قابل قبول نہ ہوگا۔ تسلی ہوئی۔ مگر حق الیقین کے درجہ پر پہنچنے کے لئے ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں۔ جامعہ اشرفیہ میں حضرت مولانا فضل الرحیم نے اسی سلسلہ میں میٹنگ طلب کی اور عملدرآمد کے لئے جدوجہد کو مزید موثر بنانے کا فیصلہ ہوا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے فون کیا کہ آج امن کمیٹی کی ضلعی میٹنگ تھی۔ میں نے دھواں دھار طریقہ سے ہی نہیں بلکہ طوفانی طور پر حلف نامہ کا مسئلہ اٹھایا۔ تو ڈی سی او سرگودھا نے میرے کان میں آکر کہا کہ مبارک ہو۔ مسئلہ حل ہوگیا ہے۔ تمام الیکشن اتھارٹیز کو اطلاع مل گئی ہے کہ فارم کے ساتھ حلف نامہ پر کرنا لازمی ہوگا۔ ورنہ فارم قبول نہ ہوگا۔ مولانا کی اس اطلاع سے تسلی تو ہوئی۔ لیکن ابھی خلش باقی تھی۔ شام ساڑھے سات بجے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کا فون آیا کہ نوٹیفکیشن ہوگیا ہے۔ تمام اتھارٹیز کو پابند کردیا گیا ہے۔ صبح سے عمل درآمد کے نظارے ہوں گے۔ یہ ٹی وی پر اعلان سات بجے شام کی خبروں میں میں نے خود سنا ہے۔ یہ سنتے ہی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائے۔ فقیر نے حضرت مولانا فضل الرحمن کو میسج کیا: ”حضرت! مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محنتوں کو قبول فرمایا۔ آپ کی کوششوں سے نوٹیفکیشن ہوگیا ہے۔ ٹی وی پر خبر آگئی ہے۔ شکریہ بہت ہی شکریہ!“

رات گئے حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے فون پر فرمایا کہ ابھی رانا ثناء اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی ہے۔ مبارک ہو نوٹیفکیشن ہوگیا ہے۔ اب صبح اٹھے تو خبر تھی:

”کاغذات نامزدگی میں ختم نبوت کا حلف شامل کردیا ہے: رانا ثناء اللہ۔ لاہور (خبرنگار) صوبائی وزیر بلدیات وقانون رانا ثناء اللہ خان نے کہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات کے نامزدگی فارمز میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کردیا گیا ہے۔ اس ضمن میں محکمہ قانون نے ترمیمی نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبے بھر کے ریٹرننگ افسروں کو ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ انتخابی امیدواروں سے ان نامزدگی فارمز پر دستخط کرائیں جن میں ختم نبوت کے حلف نامے کا ذکر ہے۔“ (نوائے وقت ملتان ۱۱ر نومبر ۲۰۱۳ء)

۱۱ر نومبر صبح سے امیدواروں نے فارم لینے شروع کئے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب چنیوٹ سے فارم کے ساتھ حلف نامہ بھی لائے۔ امیدواروں کو جس کھڑکی سے فارم مل رہے تھے۔ ساتھ میں حکومت حلف نامہ بھی دے رہی تھی کہ اس کے بغیر مسلمان امیدوار کا فارم قبول نہ ہوگا۔ یہی اطلاع حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے میانوالی الیکشن آفس سے معلومات حاصل کرنے کے بعد دی۔ لیجئے آپ بھی حلف نامہ پڑھیں:

AFFIDAVIT

I, _______________ S/O, D/O, W/O _______ a candidate, solemnly swear that;

I beleive in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon him), the last of the prophets and that i am not the follower of any one who claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after Prophet Muhammad (Peace be upon him), and that i do not recognize such a claimant to be Prophet or a religious reformer, nor do I belong to the Qadiani group or the Lohori group or call myself an Ahmadi.

Signature/ Thumb of the Candidate

CNIC #________________________

Adress: ________________________

لیجئے قارئین! اب اجازت سے پہلے پھر میرے ساتھ مل کر فرمایئے کہ: ''کفر ہار گیا۔ اسلام جیت گیا۔'' (درمیان میں فروری ۲۰۰۴ء میں جب ارشاد حسن خان چیف الیکشن کمشنر تھے تب بھی یہی ہوا تھا کہ: ''پہلے کینسل ہوا۔ پھر بحال ہوا۔ اس کی تفصیلات پھر سہی۔)

جناب! کیا قادیانی کرم فرما توجہ کریں گے کہ بار بار کی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونے کے بجائے چار حرف مرزا قادیانی پر بھیج دیں۔ ۱۹۷۸ء سے ۲۰۱۳ء تک اس جدوجہد میں حق تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح سے سرفراز کیا۔ زندگی کا پتہ نہیں۔ لیکن قادیانی نہ بھولیں کہ ہم رہیں نہ رہیں جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے۔ قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔ امت کبھی اس مسئلہ سے صرف نظر نہیں کرے گی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ سے یہی تسلسل ہے جو جاری رہے گا۔ انشاءاللہ!

مجھے عرض کرنا ہے کہ یہ بات کہ حضرت الامیر دامت برکاتہم کو جس وقت لاہور حلف نامہ کے حذف ہونے کی خبر سنائی تو آپ جس طرح دل گرفتہ ہوئے اور پھر بحالی پر جس انبساط کا ظہور ہوا۔ میرے لیے وہی کیفیات کافی ہیں اور بس۔ کیا قارئین فقیر کی اس درخواست کو دل میں جگہ دیں گے کہ قائد محترم مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو اپنی دعاؤں میں کبھی نہ بھولیں۔ وہ ہمارے محسن ہیں اور سوائے دعاؤں کے ہم انہیں اور کیا صلہ دے سکتے ہیں۔ انہیں دنیا میں رب کی رحمت اور آخرت میں حضور a کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین!

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول!

جمعیت علماء اسلام فیصل آباد!

ابھی حال ہی میں ''اسلامی نظریاتی کونسل'' نے حکومت کو قانون سازی کے لئے اپنی سفارشات بھجوائی ہیں۔ ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۳ء کو ملی یکجہتی کونسل نے اپنی سترہ نکاتی سفارشات پر قانون سازی کے لئے جدوجہد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر ''اسلامی مملکت کے بنیادی اصول'' مرتب کرنے کے لئے سب سے پہلے پاکستان میں چاروں مسالک کے نمائندہ اجتماع میں ۲۱؍نکات مرتب کئے گئے تھے وہ پیش خدمت ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

''ایک مدت دراز سے اسلامی دستور مملکت کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کا کوئی دستور مملکت ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے اصول کیا ہیں اور اس کی عملی شکل کیا ہوسکتی ہے؟ اور کیا اصول اور عملی تفصیلات میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر مختلف اسلامی فرقوں کے علماء متفق ہوسکیں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق عام طور پر ایک ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے اور اس ذہنی پریشانی میں ان مختلف دستوری تجویزوں نے اور بھی اضافہ کردیا ہے۔ جو مختلف حلقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ تمام اسلامی فرقوں کے چیدہ اور معتمد علیہ علماء کی ایک مجلس منعقد کی جائے اور وہ بالاتفاق صرف اسلامی دستور کے بنیادی اصول ہی بیان کرنے پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ ان اصولوں کے مطابق ایک ایسا دستوری خاکہ بھی مرتب کردے۔ جو تمام فرقوں کے لئے قابل قبول ہو۔ اس غرض کے لئے ایک اجتماع میں اسلامی دستور کے جو بنیادی اصول بالاتفاق طے ہوئے ہیں۔ انہیں فائدہ عام کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔''

اسلامی مملکت کے دستور میں حسب ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے:

۱...... اصل حاکم تشریعی وتکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲...... ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جاسکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کردیئے جائیں گے۔

۳...... مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں۔ بلکہ ان اصول ومقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

۴...... اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے۔ منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء واعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵...... اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد واخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ واستحکام کا انتظام کرے۔

۶...... مملکت بلاامتیاز مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں۔ یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷...... باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطاء کئے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان ومال وآبرو آزادی مذہب ومسلک، آزادی عبادت، آزادی ذات، آزادی اظہار رائے، آزادی نقل وحرکت، آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارت سے استفادہ کا حق۔

۸...... مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی وفیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹...... مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰...... غیرمسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب وعبادت تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱...... غیرمسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں۔ ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق کا ذکر دفعہ نمبر۷ میں کیا گیا ہے۔ ان میں غیرمسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲...... رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳...... رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کرسکتا ہے۔

۱۴...... رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵...... رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶...... جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

۱۷...... رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸...... ارکان وعمال حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایک ہی قانون وضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹...... محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰...... ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱...... ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲...... دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

اسمائے گرامی حضرات شرکائے مجلس

۱...... (علامہ) سید سلیمان ندوی (صدر مجلس ہذا)

۲...... (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

۳...... (مولانا) شمس الحق افغانی (وزیر معارف ریاست قلات)

۴...... (مولانا) محمد بدر عالم (استاذ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ اشرف آباد ٹنڈو الہ یار سندھ)

۵...... (مولانا) احتشام الحق تھانوی (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد سندھ)

۶...... (مولانا) محمد عبدالحامد قادری بدایونی (صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان سندھ)

۷...... (مفتی) محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیماتِ اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

۸...... (مولانا) محمد ادریس کاندھلویؒ (شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور)

۹...... (مولانا) خیر محمد (مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر)

۱۰...... (مولانا مفتی) محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)

۱۱...... (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (مانکی شریف سرحد)

۱۲...... (مولانا) محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر دار العلوم الاسلامیہ اشرف آباد سندھ)

۱۳...... (حاجی) خادم الاسلام محمد امین (المجاہد آباد پشاور صوبہ سرحد خلیفہ حاجی ترنگ زئی)

۱۴...... (قاضی) عبدالصمد سربازی (قاضی قلات بلوچستان)

۱۵...... (مولانا) اطہر علی (صدر جمعیت العلماء اسلام مشرقی پاکستان)

۱۶...... (مولانا) ابوجعفر محمد صالح (امیر جمعیت حزب اللہ مشرقی پاکستان)

۱۷...... (مولانا) راغب احسن (نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مشرقی پاکستان)

۱۸...... (مولانا) محمد حبیب الرحمٰن (نائب صدر جمعیت المدرسین سرسینہ شریف مشرقی پاکستان)

۱۹...... (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام پاکستان)

۲۰...... (مولانا) داؤد غزنوی (صدر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان)

۲۱...... (مفتی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

۲۲...... (مفتی حافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان لاہور)

۲۳...... (مولانا) محمد اسماعیل (ناظم جمعیت اہلحدیث پاکستان گوجرانوالہ)

۲۴...... (مولانا) حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دار الہدیٰ ٹیڑھی خیر پور میرس سندھ)

۲۵...... (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۲۶...... (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی)

۲۷...... (پروفیسر) عبدالخالق (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

۲۸...... (مولانا) شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ)

۲۹...... (مفتی) محمد صاحبداد عفی عنہ (سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی)

۳۰...... (مولانا) محمد ظفر احمد انصاری (سیکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

۳۱...... (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ)

☆.................☆

معارف خطبہ نکاح!

قسط نمبر:9

مولانا محمد یوسف خان!

عورت بے بس نہیں

اب سوال یہ ہے کہ کیا عورت بے بس ہے۔ بس شادی ہوگئی اب یہ قید میں بندھ گئی۔ اب اس قید سے وہ کبھی بھی نہیں نکل سکتی۔ یہ تو بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بھی ایک حق دیا ہے۔ وہ ہے حق خلع۔ مال کے بدلے میں طلاق لینا اور اس کے لئے شریعت میں ۲۰،۲۲ وجوہات بتائی گئی ہیں۔ اگر مرد ذہنی طور پر بالکل بیمار، مجنون ہو، ذہنی توازن اس کا درست نہ ہو۔ اچھائی اور برائی میں تمیز نہ کرسکتا ہو۔ یا وہ مرد بہت زیادہ مارتا پیٹتا ہو یا وہ مرد اس کی رہائش نان ونفقہ کا خرچ ادا نہ کرتا ہو یا وہ مرد کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ ڈاکٹر کہہ دیں کہ اب وہ لاعلاج ہے۔ اس طرح کی بیس بائیس وجوہات شریعت نے ہمیں بتائی ہیں اور وہ وجوہات تقریباً وہی ہیں جو پاکستان کے آئینی قوانین میں بھی موجود ہیں۔ یہ وجوہات اگر کسی مرد کے اندر ہوں تو عورت مرد کو کہہ سکتی ہے کہ تم اتنا مال لے لو اور مجھے طلاق دے دو اور مجھے علیحدہ کردو۔ میرا جہیز لے لو۔ زیور لے لو۔ پیسہ لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ یہ شریعت کے اندر جائز ہے۔ لیکن بلاوجہ بغیر کسی شرعی عذر کے مرد سے طلاق لینا اس کے اوپر نبی کریم a نے وعید فرمائی ہے۔ جو بچیوں کو سمجھانی چاہئے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جو عورت بغیر کسی وجہ سے خلع مانگتی ہے اور شوہر سے مال کے ذریعہ علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔ تو فرمایا: ’’لم یرح رائحة الجنة ‘‘ایسی عورت جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گی۔ اس لئے عورت بھی ظلم نہ ہونے دے اور مرد بھی ظلم نہ کرے۔ تو خلع کا راستہ موجود ہے۔ یہ اس سوال کا جواب تھا کہ جب کہا جائے کہ طلاق کا حق صرف مرد کو ہے، عورتوں کو حاصل نہیں ہے۔ پھر ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ کیا عورت کے لئے پھر کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر حالات پیچیدہ ہو جائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے دین اسلام نے راستہ رکھا ہوا ہے۔ لیکن اس کو بھی سوچ سمجھ کر استعمال کرنا ہے۔ اس کی وجوہات بھی شریعت نے ہمیں بتائی ہیں۔

طلاق رجعی

اور اگر طلاق دینے کی نوبت آجائے تو غصے میں ہرگز نہ دی جائے۔ بڑا سوچ سمجھ کر بڑوں کو درمیان میں بٹھا کر صلح کی کوشش ہو۔ صلح نہ ہو تو ایسی صورت میں صرف اور صرف ایک طلاق دی جائے۔ اس کو دین اسلام کی اصطلاح میں طلاق رجعی کہتے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس بیان کو آسان سے آسان تر عرض کرتا چلوں تاکہ نوجوان نسل کا ذہن کلیئر ہو سکے اور آئندہ زندگیاں بچ سکیں۔ گھر بچ سکیں اور آپ نے سمجھنا ہے کہ دین اسلام نے ہمیں کتنی سہولت اور آسانی دی ہے۔ ایک طلاق اگر انسان دے تو اس کو طلاق رجعی کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ انسان تین مہینے کے اندر زبانی کلامی رجوع کرسکتا ہے۔ صرف زبان سے کہہ دے کہ میں رجوع کرتا ہوں۔ میں یہ طلاق واپس لیتا ہوں تو یہ طلاق واپس ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

میں اب جو مسائل عرض کر رہا ہوں۔ یہ ایسے مسائل ہیں جو تمام مکاتب فکر کے ہاں قابل قبول ہیں۔ اس لئے بڑے کھلے دل کے ساتھ بڑی توجہ کے ساتھ ان کو سننا ہوگا۔ نوجوان نسل کی رہنمائی کرنا ہوگی۔ اگر ایک طلاق رجعی دے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی تین مہینے کے اندر اندر زبانی کلامی رجوع کر سکتا ہے اور اگر تین مہینے تک یہ طلاق واپس نہ لی تو ایسی صورت میں یہ طلاق بائنہ ہو جاتی ہے۔ یعنی نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ تین مہینے کے بعد نکاح ختم ہوگیا۔ اب یہ اس کی بیوی نہیں رہی۔ اب اس کے بعد زبان کو بند کر لیا جائے۔ اس کے بعد طلاق نہ دی جائے۔ یہ تین مہینے عدت ہوتی ہے۔ جب عدت گزر جائے گی تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔ اب یہ عورت اگر کسی اور سے چاہے تو شادی کر سکتی ہے اگر نہ کرنا چاہے تو نہ کرے اور اگر ایک طلاق رجعی کی صورت میں تین مہینے کی جو عدت تھی۔ اس کے اندر رجوع نہ کیا طلاق واپس نہ لی تو یہ عورت اس کی بیوی نہیں رہے گی۔ پھر تین ماہ کے بعد سال کے بعد اگر یہ دونوں آپس میں شادی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ عام طور پر ہوتا یہی ہے کہ طلاق دینے کے بعد مہینے دو مہینے میں غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اصل حقائق سامنے آنے لگتے ہیں۔ دونوں کو اپنی غلطی کا اعتراف ہو جاتا ہے۔ بچوں کی وجہ سے آپس میں جڑنا چاہتے ہیں۔ تو ایک طلاق کی صورت میں آپس میں جڑ سکتے ہیں۔ دوبارہ نکاح کر لیں۔ لیکن اگر تین طلاقیں دی ہوں تو واپسی کے راستے بند ہو جاتے ہیں اور ایک طلاق دی ہو تو واپسی کے راستے کھلے رہتے ہیں۔ یہ قانون کے تقاضے بھی پورے ہوتے ہیں۔ پاکستان کا قانون بھی اس کے خلاف نہیں ہے۔ جتنی باتیں میں نے عرض کی ہیں قانون کے مطابق ہیں۔

اسلام سے پہلے طلاق کا طریقہ

پھر اسلام سے پہلے کا یہ رواج تھا جو آج بسا اوقات ہمارے معاشرے کے اندر بعض گھروں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ ذہنوں کو بہت واضح کر لینا چاہئے۔ بعض گھروں میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ آپس میں لڑائی جھگڑا ہوا طلاق دے دی۔ پھر کہتے ہیں کہ میں نے لکھ کر نہیں دی تھی۔ زبانی کلامی دی تھی۔ لہٰذا دونوں آپس میں اکٹھے رہتے ہیں۔ یہ ذہن میں خیال بنا ہوا ہے۔ بعض خواتین کی طرف سے یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے لکھ کر اسٹام پیپر پر طلاق دی تھی۔ رجسٹری بھیجی تھی۔ لیکن میں نے وصول نہیں کی۔ اب ہم دوبارہ گھروں میں واپس بیٹھ رہے ہیں۔ بہت اچھی طرح ذہن میں رکھ لیں شرعی نقطہ نظر سے اس میں کسی بھی مکتبہ فکر کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جاری ہے!

مولانا مہر محمد میانوالیؒ کا انتقال!

مولانا مہر محمد میانوالی علمی و تحقیقی شخصیت تھے۔ انہوں نے رد رفض پر باوقار لٹریچر چھوڑا۔ عظمت صحابہؓ کا تحفظ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ انہوں نے اس محاذ پر ایک انجمن کی حیثیت سے بلاخوف لومۃ لائم بھرپور جدوجہد کی۔ جسمانی طور پر اگرچہ کمزور تھے۔ لیکن علمی وایمانی طور پر مضبوط ”بن حافظ جی“ میانوالی میں قیام پذیر تھے۔ ۹رنومبر۲۰۱۳ کو انتقال فرمایا۔ ۱۰رنومبر کو ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور ”بن حافظ جی“ کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز اور دفاتر میں تشریف لے جاتے اور جب بھی ملاقات ہوتی ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملتے۔ اللہ ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیآت سے درگزر فرمائیں اور اپنی شایان شان معاملہ فرمائیں۔ ادارہ ان کے ورثاء کے غم میں برابر کا شریک اور ان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا گو ہے۔ (محمد اسماعیل شجاع آبادی)

۳۲ رسالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال!

مولانا اللہ وسایا!

اس سال ۳۲ رویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے ۲۴، ۲۵ ر اکتوبر ۲۰۱۳ بروز جمعرات، جمعہ کا فیصلہ کیا گیا۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے ۷ ر اکتوبر بروز پیر گیارہ بجے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں مبلغین حضرات کا اجلاس منعقد ہوا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ریاض احمد شیخوپورہ، مولانا محمد اسلم، مولانا تجمل حسین، مولانا محمد قاسم منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد اقبال، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا خالد میر، مولانا محمد خبیب، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا غلام حسین اور دیگر احباب نے شرکت فرمائی۔

ڈیرہ اسماعیل خان، بھکر، سرگودھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اوکاڑہ، قصور، جھنگ، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ کے اضلاع میں کانفرنس کے اعلانات، بیانات، اجتماعی وانفرادی دعوت کے عمل کے لئے ان علاقوں کو حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ ۷ ر اکتوبر سے ۱۴ ر اکتوبر تک ایک ہفتہ کا بھرپور دوستوں نے تبلیغی دورہ کیا۔ چنیوٹ سے فیصل آباد، چنیوٹ سے بھوانہ، چنیوٹ سے چک جھمرہ، چنیوٹ سے پنڈی بھٹیاں، چناب نگر سے سرگودھا، چناب نگر سے سیال موڑ، چناب نگر سے چنڈ بھروانہ، گویا چنیوٹ وچناب نگر کی چاروں سمت نکلنے والی شاہراہوں پر اشتہارات کی تنصیب کا عمل مولانا محمد قاسم، مولانا محمد عارف، محمد اقبال، مدرسہ ختم نبوت کے تمام اساتذہ اور طلباء سمیت طلباء کی محنت نے شب وروز ایک کرکے مکمل کیا۔ ترتیب یہ قائم کی کہ صبح مبلغین حضرات کام کے لئے نکلتے۔ وہ واپس آتے تو کتابی طلباء بمع اساتذہ کے دوپہر ظہر تک اور عصر سے مغرب تک اور عشاء کے بعد حفظ کے اساتذہ وطلباء نکل کھڑے ہوتے۔ یوں مدرسہ کی تعلیم میں بھی حرج واقع نہ ہوا اور کام کی گاڑی بھی برابر پوری رفتار سے چلتی رہی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے ۷ ر اکتوبر سے ۱۴ ر اکتوبر مکمل قیام یہاں فرمایا اور جلسہ گاہ میں تعمیراتی کام کو پایہ تکمیل پہنچانے کے لئے شب وروز ایک کردیئے۔ مولانا غلام مصطفیٰ نے منظوری، افسروں سے ملاقاتیں، قرب وجوار کے احباب کو دعوت اور کالونی جلسہ گاہ اور مدرسہ کے قرب وجوار کی صفائی، لائٹوں کی تنصیب وغیرہ کے عمل کو مکمل کرایا۔ جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ کے ناظم اعلیٰ مولانا سیف اللہ خالد برابر رابطہ میں رہے۔ ان تمام امور میں جہاں ان کی ضرورت ہوتی وہ بڑی خوشدلی سے دل وجان کے ساتھ حاضرباش رہے۔

دارالقرآن فیصل آباد کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی، پیر طریقت حضرت مولانا غلام فرید سکیورٹی کے پلان کی تشکیل وتکمیل کے لئے متعدد بار تشریف لائے اور پلاننگ فرماتے رہے۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم کے صاحبزادہ اور ہمارے مخدوم زادہ حضرت مولانا حافظ محمد

ابوبکر خود شیخوپورہ سے بمع فیصل آباد کے رفقاء کے چناب نگر تشریف لائے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی سے مشاورت کی۔ اپنی ضروریات بتائیں اور اپنے کام کا نقشہ تیار کیا۔

ادھر جھنگ میں جناب جاوید صاحب بمع اپنی ٹیم کے مصالحہ جات کی خریداری و تیاری، ٹیم کی تشکیل وغیرہ کے لئے سرگرم عمل ہوگئے۔ گویا ۷؍اکتوبر سے ہر شخص اپنے اپنے حلقہ میں اپنے دائرہ کار کے لئے متحرک ہوگیا۔ ۱۴؍اکتوبر سے رفقاء اپنے اپنے ہاں عید گزارنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۸؍اکتوبر کی شام مولانا عزیز الرحمن لاہور سے چناب نگر تشریف لائے۔ اگلی صبح تعمیرات اور جلسہ گاہ کی درستگی کا عمل شروع ہوا۔ حضرات مبلغین بھی اپنے اپنے ہاں سے عید گزار کر آئے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ان حضرات کو گردونواح کے حلقوں میں دعوت وتبلیغ کے لئے بھیج دیا۔ ۲۲؍اکتوبر کو ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری تشریف لائے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے مولانا سیف اللہ خالد، مولانا صغیر احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالرشید سیال اور جناب غلام یٰسین کی مشاورت وتعاون سے فیصل آباد اور چنیوٹ سے خریداری کا عمل کیا۔ جناب محترم خالد مبین نے راولپنڈی سے حسب سابق بہت سا خوردونوش کا سامان بھجوایا۔ ۲۱؍اکتوبر سے پنڈال مکمل ہوکر سائبانوں کی تنصیب کا عمل شروع ہوگیا تھا۔ ۲۲؍اکتوبر کی شام تک مبلغین حضرات واپس آنا شروع ہوئے۔ تعمیرات جدید مکمل ہوجانے کے بعد لائبریری کا کام کانفرنس سے قبل کام مکمل کیا گیا۔

بخاری لائبریری

قارئین جانتے ہیں کہ امسال بڑے اہتمام سے جدید تعمیرات میں سترفٹ کا وسیع ہال لائبریری کے لئے مکمل کیا گیا تھا۔ اس کے رنگ وروغن دروازے، کھڑکیاں، فرش کی ٹائل، باتھ کی تنصیب وتکمیل ہوگئی تو حضرت مولانا مفتی خالد محمود ناظم اعلیٰ اقراء روضۃ الاطفال نے کراچی مجلس کے رفقاء سے مشاورت کے بعد چناب نگر کی لائبریری کے لئے الماریوں اور شلفیں لگوانے کی ڈیزائننگ کرائی۔ میٹریل پسند کیا۔ جناب محمد اعجاز صاحب جو یہ کام کرتے ہیں۔ وہ مولانا مفتی خالد، مفتی محمد صاحب اور قاری فیض اللہ صاحب کے ہمراہ چناب نگر تشریف لائے۔ سائٹ کو دیکھا اور مشاورت مکمل کی اور کام شروع کرادیا۔ جب تمام مال کراچی تیار ہوگیا۔ مولانا مفتی خالد محمود صاحب نے حج پر روانگی سے قبل تمام سامان کراچی سے بھجوایا۔ قضیہ نامرضیہ کہ جناب اعجاز صاحب ایک عارضہ کے باعث صاحب فراش ہوگئے۔ لیکن انہوں نے عزم کرلیا کہ بہرحال لائبریری کانفرنس سے قبل مکمل کراتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مال فیصل آباد کے لئے بک کرادیا جو حضرت مولانا مفتی خالد محمود کے حکم پر اقراء روضۃ الاطفال فیصل آباد کے ناظم اڈہ سے وصول کرکے چناب نگر پہنچا گئے۔ تنصیب کے لئے کراچی سے ماہر پہلے آگئے تھے۔ مال کے پہنچتے ہی تنصیب کا کام شروع ہوگیا۔ ان حضرات نے دن رات ایک کرکے چند دنوں ہی میں لائبریری ہال میں الماریوں اور شلفوں کو نصب کرکے لائبریری کو دلہن کی طرح سجادیا۔

ادھر ماہنامہ لولاک میں اعلان کرکے حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کتابیں عطیہ کے طور پر جمع کرنا شروع کیں۔ لاہور، گوجرانوالہ کے کتب خانوں کے مالکان نے اپنی اپنی مطبوعات کے بنڈل بھجوانے شروع کئے۔

ادھر حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے تدریس سے فارغ اوقات میں طلباء کی ایک ٹیم کے ساتھ کتابوں کے اندراج ونمبرات لگانے کا آغاز کردیا۔ لولاک کا اعلان پڑھ کر حضرت الحاج چودھری محمد اللہ رکھا صاحب گجرات سے، مولانا محمد قاسم مبلغ منڈی بہاؤالدین اور حضرت مولانا غلام رسول شوق صاحب کے صاحبزادہ جناب مفتی صاحب کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ حضرت المجدد وم وپیر طریقت جناب رضوان نفیس مولانا عزیز الرحمن ثانی کے ہمراہ مختلف مکتبہ جات سے عربی کتب مطبوعہ مصر وبیروت، لبنان وسعودیہ کی قریباً دولاکھ کی خریداری کرائی۔ بعد میں مزید فتوی جات وغیرہ خریدنے کے لئے ایک لاکھ بھجوایا۔ بس کتابیں آنا کیا شروع ہوئیں موسم بہار شروع ہوگیا۔ مکتبہ جات کے مالکان نے دل کھول کر کتابیں دیں۔ پہلے سے بخاری لائبریری میں جو کتابیں جمع تھیں۔ ان سب کو نئی ترتیب دی گئی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام، تاریخ عالم، سیرۃ النبیؐ، سیرۃ صحابہؓ واہل بیتؓ، لغت، شعروادب، تصوف، رسائل، قادیانیت، ردقادیانیت ومسیحیت، اہل قرآن، اہل حدیث، جناب مودودی، بہائیت، جدید مستشرقین، شیعیت، خارجیت کی اپنی کتب اور ان کے رد پر اتنا میٹر جمع ہوگیا کہ دل باغ باغ ہوگیا۔ اسی طرح اسلامیات متفرق پر خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا۔ ابھی کچھ خریداری کے لئے رقم موجود تھی۔ وہ خرید کرنا تھی۔ لیکن کانفرنس کی مصروفیت نے وقت نہ دیا۔

ادھر جوں ہی لائبریری ہال مکمل ہوا۔ ایک ایک فن کی تمام کتب قدیم وجدید لاتے گئے۔ ان کے رجسٹروں کی تکمیل، فن وار ترتیب، حروف ابجد کے اعتبار سے ان کی فہرستوں کی تیاری کے کام کا حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری نے آغاز کیا۔ لیکن یہ کام اتنا وقت اور محنت کا طالب ہوتا ہے کہ وہ پوری ٹیم سمیت منہمک تھے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم سے درخواست کرکے ہفتہ بھر کے لئے ملتان دفتر مرکزیہ کے لائبریرین جناب عزیز الرحمن رحمانی کو بلوالیا۔ دن رات کی ہمت مرداں سے ہر روز ایک دوفن کی کتابیں الماریوں میں اور شلفوں پر سجادی جاتیں۔ جوں جوں کانفرنس قریب آرہی تھی۔ سب کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہورہی تھیں کہ بہرحال یہ کام مکمل کرنا ہے۔ جبکہ دن بھی روز بروز کم ہورہے تھے۔ عیدالاضحیٰ تک خاصا کام مکمل کرلیا گیا۔

[illegible]

[redacted]

عزیز احمد مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے اس کے دیدار کے نظارے کیئے۔ دعاؤں سے نوازا۔ مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے کانفرنس کے آغاز سے دو دن قبل ہی اسے ملاحظہ فرمالیا تھا۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی ایسے ویسے وقت پر [redacted]

اس پنڈال اور سٹیج سے عالمی مجلس کے رفقاء کی محبت بھری جذباتی یادیں وابستہ ہیں۔ جب یہ جگہ بھی ناکافی ہوگئی تو نئی وسیع وعریض جگہ پر کانفرنس کو منتقل کیا گیا۔ کانفرنس کے لئے ہمیشہ گارا کی چنائی سے سٹیج تیار کرتے تھے کہ ضرورت پوری ہوجائے اور بس۔ اب جبکہ تعمیرات کا ایک مرحلہ مکمل ہوگیا۔ پلان کی تشکیل وتکمیل ہوگئی تو خیال ہوا کہ اب سٹیج سیمنٹ سے پختہ تعمیر و پلستر اور فرش سمیت مکمل کرلیا جائے۔ چنانچہ شرقاً وغرباً دونوں جانب تعمیرات کے درمیان میں جو جگہ ہے تعمیرات کے ساتھ شمالاً وجنوباً ۲۱،۲۱ رفٹ کی ٹف ٹائل سے فرش بندی کی گئی۔ دونوں سائیڈوں پر اس ٹف ٹائل لگنے کے بعد جو درمیان میں جگہ باقی تھی۔ اسے قریباً تیس فٹ چوڑا اور ایک سوفٹ سے زائد لمبا سٹیج تعمیر کیا گیا۔ فرش پر روڑی ڈال کر ٹائل سے فرش لگا دیا گیا۔ سٹیج اور اس کے چاروں جانب ٹف ٹائل کا فرش لگایا گیا۔ یہ ڈیڑھ کنال کا ایریا ہوگا۔ اتنے سٹیج پر سارا سال طلباء عظام تکرار ومطالعہ، سردیوں میں دن کے وقت دھوپ تاپنے کا کام لیں گے۔ یوں سارا سال یہ سٹیج بھی کارآمد رہے گا۔ کانفرنسوں کے دنوں سٹیج کا کام بھی دے گا۔ ڈیڑھ کنال سٹیج کے لئے جوایریا مختص کیا گیا۔ عام جلسہ گاہوں سے یہ سٹیج ہی بڑا ہے۔ الحمدللہ! سینکڑوں مہمانان تشریف فرما ہوسکتے ہیں۔ قارئین توجہ فرمایئے کہ جمعرات بعد از عشاء اور جمعہ پورا دن اتنا وسیع وعریض سٹیج علماء کرام اور مہمانان گرامی سے اٹا رہا۔

لکھائی کا کام

ایبٹ آباد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما جناب ساجد اعوان صاحب بہت ہی نامور ڈیزائنر اور پینٹر ہیں۔ آپ اپنے رفقاء سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز مسلم کالونی چناب نگر کے لئے بہت ہی فیاضی کے ساتھ وقت دیتے اور اس مرکز کی کامیابی کے لئے فکرمند رہتے ہیں۔

خوب یاد ہے کہ جب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی کی تکمیل ہوئی تب رات کو بجلی سے روشن ہونے والا بورڈ اس کا فریم اس کے شیٹ سمیت ایبٹ آباد سے بنوا کر لائے۔ جناب سید مجاہد علی شاہ، جناب وقار گل جدون اور دوسرے رہنما ہمراہ تھے۔ آپ نے پوری رات رفقاء سمیت اس بورڈ کی تنصیب کا کام کیا۔ اگلی صبح مولانا صاحبزادہ محمد عابدؒ، حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ کو اس بورڈ کے معائنہ کے لئے کمرہ سے لے کر آئے۔ حضرت قبلہ مرحوم نے دیکھا تو بورڈ کی خوبصورتی اور دوستوں کے جذبہ کو دیکھ کر مارے خوشی کے حضرت کا چہرہ تمتما اٹھا۔

گزشتہ سے پیوستہ سال جناب اعوان صاحب نے قدیم مدرسہ کے فرنٹ کے پلستر میں بنے ہوئے فریموں اور چوکٹوں میں لکھائی کرکے بہت ہی خوبصورت منظر بنا دیا۔ اب ان فریموں کی لکھائی پھیکی پڑگئی تھی تو جناب ساجد صاحب کا خیال تھا کہ لوہے کے فریم بنا کر ان پر فلیکس کی شیٹ نصب کردیں۔ لیکن وہ اپنے اس منصوبے کو مکمل نہ کرسکے۔ کانفرنس سر پر آگئی۔ فقیر نے فون پر عرض کیا چار پانچ روز باقی تھے۔ آپ نے وعدہ کیا۔ اپنے تین شاگردوں کے ہمراہ بدھ علی الصبح تشریف لائے۔ قدیم مدرسہ میں پہلے سے لکھے گئے تمام فریموں کی لکھائی کو تازہ کیا۔ نئی عمارت میں صرف کمروں پر نمبر لگائے۔ لکھائی کی پلاننگ مکمل نہ تھی اور وقت بھی نہ تھا کہ ایک دن قبل ہی سفیدی کا کام مکمل ہوا تھا۔ لائبریری کی شلفوں اور الماریوں میں تمام کتب فن کے اعتبار سے لگائی گئی ہیں۔ ان پر لکھائی ہونا

تھی۔ جس کا طے ہوا کہ فنون کے نام سفیدہ سے لکھ دیئے جائیں۔ لیکن مولانا مفتی خالد محمود کا فرمان تھا کہ اگر کتب کی ترتیب میں کوئی تبدیلی ہوئی تو یہ لکھائی رکاوٹ بنے گی۔ عارضی طور پر دستی خوشخط لکھ کر تمام فنون کی چٹیں مولانا غلام رسول دین پوری نے چسپاں کر دیں۔ جناب ساجد صاحب نے بھی مولانا مفتی خالد محمود صاحب کی تجویز سے اتفاق کیا کہ سفیدہ سے لکھائی کے بجائے سٹیل کی خوبصورت پلیٹوں پر کمپیوٹر سے لکھائی کر کے ڈبل ٹیپ سے ان کو چسپاں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔

بدھ کے روز ہی جناب عبدالرؤف صاحب جو عرصہ قریباً دس بیس سال سے سکیورٹی کے کام کی اپنے رفقاء سمیت خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ وہ اپنے گرامی قدر رفقاء جناب یاسر صاحب برادر عابد اور دوسری ٹیم کے ہمراہ تشریف لائے۔ ان کی آمد پر فیصل آباد کے حضرات نے ان سے میٹنگ کی اور اگلے روز سب دوست اپنی اپنی ڈیوٹی پر مستعد ہو گئے۔

بدھ کے روز دن گیارہ بارہ بجے ٹنڈو آدم کا قافلہ مولانا محمد طاہر مکی کی سربراہی میں پہنچا۔ اسی روز ہی جھنگ کے پکاوے حضرات بمعہ اپنی ٹیم کے تشریف لائے۔ غرض اب ہر لحہ جہاں ہمیں کانفرنس کے قریب کر رہا تھا۔ وہاں کانفرنس کی رونقوں میں رفقاء کی آمد سے اضافہ ہو رہا تھا۔ بدھ ظہر سے قبل حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد تشریف لائے۔ آپ نے پھر کر پوری کانفرنس کے انتظامات کا جائزہ لیا اور دعا فرمائی۔ بدھ شام سے اگلے دن فجر کی نماز تک قافلوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد اسحق ساقی اپنے رفقاء کی ٹیم کے ساتھ پوری رات آنے والے مہمانوں کے صبح کے ناشتے اور دوپہر کے کھانا کا نظم کرتے رہے۔

ادھر مدرسین مدرسہ ختم نبوت کے قراء حضرات فجر کی اذانوں کے ساتھ دوپہر کے لئے روٹیاں لگوانے کے لئے مستعد ہوئے۔ ادھر مؤذن نے اذان دی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! ادھر چار سو مہمانوں نے وضو کے لئے رخ کیا۔ مدرسہ ختم نبوت کی جامع مسجد ختم نبوت میں فجر کی نماز کی امامت حضرت مولانا محمد شفیق صاحب نے کرائی۔ نماز فجر کے بعد حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے درس قرآن مجید دیا۔ درس کے بعد ناشتہ کا نظم مولانا عزیز الرحمن ثانی کی قیادت میں رفقاء نے سرانجام دیا۔ حضرت مولانا قاری محمد ابوبکر، مکرم قاری عبیدالرحمن سب نے اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے کام کو سنبھال لیا۔ لیجئے مہمانوں کی ضیافت شروع ہو گئی۔ حضرت مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب اپنے جامعہ السراج چیچہ وطنی کی ٹیم کے ہمراہ قبل ازیں تشریف لا چکے تھے۔ انہوں نے خصوصی مہمانوں کے ناشتہ سے ہی اپنے کام کو سٹارٹ کیا اور پھر اگلے روز عصر تک متواتر اس نظم کو نبھایا۔ بلکہ نبھانے کا حق ادا کر دیا۔ رات بھر مولانا محمد علی صدیقی بجلی، سپیکر اور پنڈال کے نظم کو فائنل کرتے رہے۔

ادھر ناشتہ مکمل ہوا۔ ادھر رات بھر سے سفر کر کے تشریف لانے والے رفقاء نے کچھ آرام کیا۔ قریباً نو بجے حضرت مولانا محمد علی صاحب نے سپیکر چالو کیا اور جلسہ کا افتتاح کا مژدہ سنانا شروع کیا۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم کی تشریف آوری

ہمارے مخدوم حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے وصال کے بعد شیخ الحدیث حکیم العصر حضرت مولانا

عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم عالمی مجلس کے امیر مرکزیہ منتخب ہوئے۔ لیکن ختم نبوت کانفرنس چناب نگر پر آپ کی تشریف آوری سفر حج کے باعث نہ ہوسکی۔ پہلی بار آپ نے سفر حج ملتوی کرکے کانفرنس میں شریک ہونے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے بدھ کے روز اسباق سے فراغت کے بعد سفر کیا۔ رات پیر محل جامعہ العصر میں قیام فرمایا۔ آپ کی پیشوائی کے لئے مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی صاحب پیرمحل تشریف لے گئے۔ ناشتہ کے بعد قریباً آٹھ بجے آپ نے سفر کیا۔ اور کانفرنس کے آغاز پر تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے رفقاء کو ایک نیا حوصلہ ملا جوں ہی مجلس کے خدام، مبلغین، کارکنوں، مقامی جماعتوں کے ذمہ داران، آپ کے شاگردان، علماء، شرکاء کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ملتی گئی۔ ملنے والوں کا ہجوم ہوتا گیا۔ آپ اپنے بڑھاپا، کمزوری، علالت کے باوجود چوکڑی لگا کر کیا بیٹھے کہ ظہر کی نماز تک وفود کو شرف زیارت وملاقات سے سرفراز کیا۔ کھانا، نماز کے بعد معمولی استراحت کے بعد پھر عصر تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ رفقاء نے خوب دل بھر کر شرف زیارت حاصل کیا۔ اور گزشتہ تین سالوں کی قضا بھی ادا ہوگئی۔ عصر کے بعد سے مغرب، پھر مغرب سے عشاء کے بعد تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ عشاء کے بعد معمولی دیر کمر سیدھی کی اور سٹیج پر تشریف لائے۔ رات گئے تک سٹیج پر علماء، مشائخ، خطباء، حضرات کے ہمراہ تشریف فرمارہے اور پبلک نے جی بھر کر شرف زیارت سے سرفرازی حاصل کی۔

افتتاحی نشست

۳۲ رویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا افتتاح صبح دس بجے ہوا:

صدارت:	محترم الحاج قاضی فیض احمد صاحب	ٹوبہ ٹیک سنگھ
تلاوت:	قاری مہتاب احمد متعلم مدرسہ ختم نبوت	چناب نگر
مہمان خصوصی:	حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب	سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں
افتتاحی خطاب:	حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب	نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
خطاب	حافظ عبدالوہاب صاحب جالندھری	مبلغ حافظ آباد
// //	حضرت مولانا مختار احمد	مبلغ تھرپارکر سندھ
// //	حضرت مولانا محمد طاہر مکی	ٹنڈو آدم
// //	حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی	مبلغ بہاول نگر
// //	حضرت مولانا محمد توصیف احمد	مبلغ حیدرآباد
// //	حضرت مولانا خبیب احمد	مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ
// //	حضرت مولانا عبدالحق	مبلغ مظفرگڑھ
نعت:	حضرت حافظ محمد شریف صاحب	چمن آباد
// //	جناب ابوبکر	پشاور
سٹیج سیکرٹری:	مولانا محمد علی صدیقی	مبلغ میرپور خاص

// //	مولانا ضیاء الدین آزاد	ماموں کانجن
دعائے خیر:	صدر اجلاس الحاج جناب قاضی فیض احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ

ایک بجے ظہر کی نماز اور دوپہر کے کھانا کے لئے وقفہ ہوا۔ پہلے دن ظہر سے دوسرے دن عصر تک کی تمام نمازوں کے لئے جماعت کا اہتمام پنڈال میں کیا گیا۔ بے پناہ اژدھام کے باعث مسجد میں جماعتیں کرانا ممکن نہ تھا۔ پنڈال میں نمازوں کی امامت حضرت مولانا محمد شاہد ندیم مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے فرمائی۔ پنڈال میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے بعد جو حاضرین بچ جاتے ان کے لئے جامع مسجد ختم نبوت میں امامت کے فرائض حضرت مولانا محمد شفیق مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی سرانجام دیتے رہے۔

دوسری نشست ۲۴؍ اکتوبر جمعرات بعد از ظہر تا عصر

صدارت:	حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب	سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ
تلاوت:	قاری محمد عمار ظفر	چیچہ وطنی
نعت:	حافظ محمد شریف	کمن آباد
// //	قاری عمار ظفر	چیچہ وطنی
// //	حضرت مولانا محمد قاسم گجر	لاہور
خطاب:	مولانا محمد اسلم نفیس	مبلغ خوشاب
// //	حضرت مولانا مفتی عظمت اللہ	بنوں
// //	مولانا عبدالحکیم نعمانی	مبلغ ساہیوال
// //	حضرت مولانا محمد یوسف خان	استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
// //	حضرت مولانا حبیب اللہ نقشبندی	شیخ الحدیث معہد الفقیر جھنگ
// //	حضرت مولانا اشرف علی	مہتمم جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی
// //	حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی	شیخ التفسیر جامعہ اشرفیہ سکھر
// //	حضرت مولانا ممتاز احمد کلیار	جڑانوالہ
دعائے خیر:	حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد	خانقاہ سراجیہ
سٹیج سیکرٹری:	مولانا محمد قاسم رحمانی	مبلغ بہاول نگر
// //	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	ملتان

محفل سوال وجواب

عصر کے بعد حسب سابق سوال وجواب کی محفل منعقد ہوئی۔ حاضرین کے سوالات کے جوابات دینے کی فقیر نے سعادت حاصل کی۔ یہ سلسلہ مغرب کے تھوڑی دیر قبل اختتام پذیر ہوا۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب چشتی خطیب اوکاڑہ نے دعا فرمائی۔

مجلس ذکر

حسب سابق مغرب کے بعد سے عشاء تک مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ اس کا آغاز حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے کیا۔ اتنے میں خانقاہ عالیہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور کے سجادہ نشین حضرت میاں ڈاکٹر محمد اجمل قادری تشریف لائے۔ آپ نے خطاب فرمایا اور مجلس ذکر کرائی۔ آپ کی دعاء پر یہ اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

تیسری نشست ۲۴؍اکتوبر ۲۰۱۳ بعد از عشاء

صدارت:	حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
تلاوت:	قاری مسعود احمد ربانی	فاروق آباد
// //	صاحبزادہ قاری قاضی محمد بلال	راولپنڈی
// //	صاحبزادہ قاری محمد عثمان مالکی	ساہیوال
نعت:	حافظ محمد شریف	منچن آبادی
// //	جناب عطاء الرحمن عزیز	اسلام آباد
// //	امین برادران، طاہر بلال چشتی، مولانا شاہد عمران عارفی	ساہیوال
// //	جناب حافظ ابوبکر	کراچی
خطاب:	مولانا عبدالواحد قریشی	ڈیرہ اسماعیل خان
// //	مولانا عبدالمالک خان منصورہ	لاہور
// //	فخر جمعیت حضرت مولانا عبدالغفور حیدری	قلات
// //	جناب شمس الدین (رضاعی بھتیجا مرزا مسرور قادیانی)	لاہور
// //	مولانا محمد ایوب ثاقب	ڈسکہ
// //	مولانا زبیر احمد ظہیر	نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث
// //	جناب قیصر محمود شیخ	جاپان والے
// //	جناب ڈاکٹر لیاقت علی نیازی	لاہور
// //	حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری	ساہیوال
// //	صاحبزادہ مبشر محمود	فیصل آباد
// //	حضرت مولانا مفتی محمد طیب	مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد
// //	حضرت مولانا محمد امجد خان	مرکزی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء اسلام
// //	حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مبلغ رحیم یار خان

// //	حضرت مولانا نور محمد ہزاروی	امیر مجلس سرگودھا
// //	حضرت مولانا عبدالحمید لُنڈ	سخارچہ
// //	حضرت مولانا محمد ضیاء مدنی	خطیب مرکزی جامع مسجد فیصل آباد
// //	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ	مانسہرہ
مہمانان خصوصی:	حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری	چیچہ وطنی
// //	حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب	کراچی
// //	حضرت مولانا محمد سعید لدھیانوی	کراچی
// //	پیر طریقت جناب رضوان نفیس	لاہور
// //	فخر جمعیت مولانا رشید احمد لدھیانوی	رحیم یار خان
// //	یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ	بھکر
// //	حضرت قاری محمد اسلم	نوشہرہ
// //	حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد	راولپنڈی
// //	حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود	سرگودھا
// //	حضرت قاری عبدالرحمٰن ضیا	سرگودھا
// //	مولانا مفتی شاہد مسعود	سرگودھا
// //	حضرت مولانا عبدالرؤف چشتی	اوکاڑہ
// //	حضرت مولانا اکرام اللہ قرب	مردان
// //	حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی	سرگودھا
// //	حضرت مولانا مفتی اعجاز احمد	فیصل آباد
// //	حضرت قاری جمیل الرحمٰن اختر	لاہور
// //	حضرت مولانا عبدالرزاق	مہتمم جامعہ محمدیہ فیصل آباد
// //	حضرت مولانا مفتی محمد عثمان	چیچہ وطنی
// //	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی	مہتمم جامعہ ملیہ فیصل آباد
// //	حضرت مولانا محمد انور صاحب	مہتمم دارالعلوم ربانیہ پھلور
مشائخ عظام:	حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی	ملتان
// //	حضرت مولانا عبدالغفور قریشی	ٹیکسلا

//	//	حضرت مولانا سید فاروق ناصر شاہ	فیصل آباد
//	//	حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ	فیصل آباد
//	//	حضرت حاجی عبدالرشید	رحیم یار خان
//	//	حضرت صاحبزادہ شہاب الدین	موسیٰ زئی شریف
سٹیج سیکرٹری:		مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	ملتان
//	//	مولانا قاضی احسان احمد	مبلغ کراچی
دعائے خیر:		حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب	جامعہ مدینہ جدید لاہور

یاد رہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب، حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ سفر حج سے تشریف لائے اور بعض حضرات نے محض کانفرنس میں شرکت کے لئے پروگرام حج ایسے ترتیب دیا کہ ایسے وقت واپسی ہو کہ کانفرنس میں بھی شریک ہوا جاسکے۔ یہ سب حضرات کا اتنے عظیم سفر سے واپس تشریف لانا اور پھر کانفرنس میں شریک ہونا کانفرنس کے شرکاء کے لئے مسرتوں کا باعث ہے۔ حضرت قاری محمد ابراہیم صاحب فیصل آباد سے علالت کے باوجود ایمبولینس پر تشریف لائے۔ حق تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔

درس قرآن مجید

۲۵؍اکتوبر بروز جمعہ صبح فجر کی نماز کی امامت فخر القراء پیر طریقت حضرت مولانا قاری احسان اللہ فاروقی نے کرائی۔ فجر کے بعد درس قرآن مجید شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا میر محمد میرک مہتمم دارالعلوم حمادیہ خیر پور میرس و مرکزی نائب امیر جمعیت علماء اسلام نے ارشاد فرمایا۔ درس کے بعد دعا بھی آپ نے فرمائی۔

آئندہ تین سال کیلئے مولانا عبدالرزاق سکندر اور مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نائب امیر منتخب

چناب نگر (۲۵؍اکتوبر ۲۰۱۳ء) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس صبح ساڑھے آٹھ بجے جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں منعقد ہوا۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمائی۔ اجلاس میں ملک بھر سے آئے ہوئے تقریباً پانچ سو مجلس عمومی کے ممبران نے شرکت کی۔

تلاوت کے بعد ابتدائی خطاب مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر مرکزیہ نے فرمایا۔ حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جماعتی پالیسی پر سیر حاصل گفتگو کی۔

اس کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری زید مجدہ نے خطاب فرمایا۔ خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جماعتی طور پر قادیانیت کا تعاقب شروع کیا۔ تقسیم سے پہلے برصغیر پاک و ہند کے قریہ قریہ، بستی بستی، گھومے اور

قادیانیت کوناکوں چنے چبوائے۔ پاکستان بننے کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام سے غیر سیاسی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت تشکیل دی۔ حضرت شاہ جیؒ پہلے امیر اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ پہلے ناظم اعلیٰ بنے۔ حضرت شاہ جیؒ کی وفات کے بعد چھ ماہ کا وقت ایسا گزرا کہ اگرچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ قائم مقام امیر تھے۔ لیکن مولانا جالندھریؒ کی خواہش یہ تھی کہ مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ میں سے کوئی بزرگ امارت قبول فرمائیں۔ تمام ممکنہ ذرائع اختیار کرنے کے باوجود جب ان حضرات نے معذرت فرمائی تو مولانا جالندھریؒ چاہتے تھے کہ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جماعت کی امارت قبول فرمائیں۔ جبکہ قاضی صاحبؒ کی خواہش اور منشا یہ تھی کہ مولانا جالندھریؒ ہی موزوں ترین شخصیت ہیں۔ خاصی تگ ودو کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے امارت قبول فرمائی۔ ان کے وصال کے بعد مولانا جالندھریؒ امیر رہے۔ مولانا جالندھریؒ کے بعد مولانا لال حسین اخترؒ امیر بنے۔ مولانا کے بعد شیخ بنوریؒ نے اس شرط پر امارت قبول فرمائی کہ مولانا خواجہ خان محمدؒ نائب امارت قبول فرمائیں۔ حضرت بنوریؒ کے حکم پر حضرت خواجہ صاحبؒ نے نائب امارت قبول فرمائی۔ حضرت بنوریؒ کے بعد حضرت خواجہ صاحب مجلس کے امیر بنائے گئے جو بعد میں تقریباً تینتیس ۳۳ سال تک امیر رہے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم مرکزی امیر منتخب کئے گئے۔ نیز اب حضرت خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ کی قائم کردہ شوریٰ مستقل شوریٰ ہے جو انیس شخصیات پر مشتمل ہے۔ اس میں کئی حضرات ایسے ہیں جو حضرت شاہ جیؒ کے زمانہ سے جماعت سے وابستہ چلے آرہے ہیں۔ آج آپ تین، چار سال کے بعد جمع ہیں۔ تاکہ مرکزی نائب امراء کا انتخاب فرمائیں۔ مولانا نے فرمایا کہ خیبر پختونخواہ سے مرکزی مجلس عمومی کے ممبران کی تعداد ۱۰۸ رہے۔ ان میں سے ۱۰۵ ممبران نے تجویز پیش کی ہے کہ آئندہ تین سالوں کے لئے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ اور مولانا صاحبزادہ عزیز احمد زید مجدہ کو نائب امیر منتخب کرلیا جائے۔ تو تمام شرکاء نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے حضرت ڈاکٹر صاحب اور حضرت صاحبزادہ کو نائب امیر منتخب کرلیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک!

حضرت مولانا نے فرمایا کہ جہاں جہاں مبلغ نہیں ہیں۔ آپ سب حضرات اپنے آپ کو ختم نبوت کا مبلغ سمجھیں اور ناموس رسالت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب اپنا فرض سمجھیں۔ تمام حاضرین نے حضرت ناظم اعلیٰ صاحب سے وعدہ کیا کہ ہم اپنے اپنے علاقوں میں ناموس رسالت اور ختم نبوت پر حرف نہیں آنے دیں گے۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم نے مختصر بیان فرمایا اور حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کو حکم دیا کہ وہ دعائے خیر سے اجلاس کو اختتام تک پہنچائیں۔ حضرت صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی اختتامی دعا سے اجلاس مکمل ہوا۔

چوتھی نشست قبل از جمعہ ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۳

صدارت:	یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ	سرپرست جمعیت علماء اسلام پاکستان
تلاوت:	فخر القراء حضرت قاری احسان اللہ صاحب فاروقی	کراچی
خطاب:	حضرت پیر طریقت مولانا احمد حسن عباسی	خان پور چاکر سندھ
// //	حضرت مولانا مسعود احمد سومرو	لاڑکانہ
// //	حضرت پیر طریقت مولانا عبدالمجیب قریشی	بیرشریف
// //	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری	ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
// //	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی	امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
سٹیج سیکرٹری:	مولانا قاضی احسان احمد صاحب	مبلغ کراچی
امامت نماز جمعہ	حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی	پشاور

پنڈال میں سیکورٹی جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے طلباء نے اپنے استاذ مولانا حبیب الرحمٰن کی قیادت میں سرانجام دی۔

پانچویں نشست بعد از جمعہ تا عصر

صدارت:	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
نعت:	جناب سید سلمان گیلانی	لاہور
// //	جناب قاری آصف رشیدی	لاہور
مہمان خصوصی:	حضرت قاری محمد یٰسین صاحب	فیصل آباد
خطاب:	مولانا محمد الیاس گھمن	سرگودھا
// //	قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ	
سٹیج سیکرٹری:	حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب	نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
دعائے اختتام:	حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب	سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ

نے حضرت الامیر دامت برکاتہم کے حکم پر فرمائی اور یوں یہ کانفرنس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

اگلے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین، مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے مدرسین اور کانفرنس کی انتظامیہ کا اجلاس حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں کانفرنس کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور کانفرنس کے مدعوین، مقررین، خطباء کا شکریہ ادا کیا گیا۔

نادر تاریخی اثاثہ ولاثانی علمی شاہکار!

جناب محمد فاروق قریشی!

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد مسیلمہ کذاب سے دجال قادیان تک طویل وقدیم ہے۔لیکن ہر مرحلے پر اس کی تازگی کا احساس مشام جاں معطر کردیتا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے:

داستان غم دل سب سے پرانی ہے مگر
کہنے والے کے لئے بات نئی ہوتی ہے

قادیان سے ربوہ تک جعلی نبوت کی دسیسہ کاریاں اور ۱۹۵۳ء تا ۱۹۷۴ء تحفظ ختم نبوت کی معرکہ آرائیاں وطن عزیز کے درو بام اور کوچہ وبازار پر ثبت ہیں۔مسلمانوں کی جانفروشانہ جدوجہد ہی تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہے۔آخری معرکہ ۱۹۷۴ء میں بپا ہوا تھا۔

۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر چناب ایکسپریس میں سوار نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر مسلح مرزائی جتھوں کا وحشیانہ حملہ گویا کہ قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا۔ نتیجے مسلمان طلبہ پر قادیانی دہشت گردوں کے بہیمانہ تشدد کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور پلک جھپکتے ہی پورا ملک قادیانیت کے خلاف شعلہ جوالا بن گیا۔حکومت نے ریاستی وسائل کے بل بوتے پر لاکھ کوشش کی۔لیکن وہ تحریک کو فرو کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ملک کے درودیوار ”قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو“ کے نعروں سے گونجنے لگے۔قوم کے شدید مطالبہ پر حزب اختلاف کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے ۳۰ر جون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخی قرارداد اسمبلی میں پیش کردی۔جس پر مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحقؒ، سردار شیر باز خان مزاریؒ، چودھری ظہور الٰہیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ سمیت ۳۷ر افراد کے دستخط موجود تھے۔

بے مثال عوامی تحریک اور ارکان پارلیمنٹ کے دباؤ کی بناء پر وزیراعظم نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا اعلان کردیا۔دریں اثناء قادیانی جماعت کے سربراہ نے وزیراعظم اور قومی اسمبلی کے سیکرٹری کو درخواست دی کہ ان کے عقائد کا مسئلہ زیر بحث ہے۔اس لئے قومی اسمبلی میں انہیں پیش ہونے کا موقع دیا جائے۔گویا کہ قادیانی جماعت از خود زیر دام آگئی:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

وزیراعظم نے قائد حزب اختلاف کی مشاورت سے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دینے کا اعلان کردیا۔قادیانی جماعت کے چیف مرزا ناصر احمد، لاہوری گروپ کے صدرالدین

وسعود بیگ اور عبدالمنان لاہوری پیش ہوئے۔ قادیانی ولاہوری گروپ کے نمائندوں پر کل تیرہ دن میں جرح مکمل کی گئی۔ ۲۹،۳۰ راگست کو قادیانی عقیدہ، دعاوی ودلائل کے جواب میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' (جو جید علماء نے تیار کیا تھا) قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ نے پیش کیا۔ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا تیار کردہ ''محضر نامہ'' مولانا عبدالحکیمؒ نے ۳۰، ۳۱ راگست کو پڑھ کر سنایا۔ ۶ رستمبر کو اراکین اسمبلی کے خطابات کے بعد اٹارنی جنرل نے تمام کاروائی کی تلخیص پیش کرتے ہوئے بحث کو سمیٹا اور بالآخر ۷ رستمبر کو خصوصی کمیٹی کا آخری اجلاس ہوا جس میں قادیانی اور لاہوری دونوں گروہوں کو بالاتفاق غیر مسلم اقلیت دے دیا گیا۔ کل ۲۱ ردن کی پارلیمانی کاروائی نے قوم کو نوے سالہ مسئلہ سے نجات دلائی جو ملی تاریخ کا بے مثال ولازوال باب ہے۔

مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ بظاہر سادہ لوح دیہاتی نظر آتے ہیں رمگر ہیں کمال کے آدمی۔ جس کام کا بیڑہ اٹھالیں تو پھر کیفیت یہ ہوتی ہے:

یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک

مولانا دھن کے پکے اور لگن کے سچے تو ہیں ہی۔ لیکن قلم کے بھی دھنی ہیں۔ جس موضوع پر قلم اٹھایا کمال کردیا۔ تحریر کیا ہے کہ مدھم سروں میں بجتی سلسبیل ہے۔ آدمی کتاب اٹھالے تو ختم کئے بغیر چین نہ آئے۔ دلائل وبراہین کا انداز اور تراکیب لفظی ایسی دل نشین کہ دماغ ودل معطر ہوئے چلے جاتے ہیں۔ وہ واقعی شاہین صفت ہیں جس کی خاصیت اقبال نے اس طرح بیان کی ہے:

پلٹ کر جھپٹنا، جھپٹ کر پلٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

۲۱ ردن کی پارلیمنٹ کی تاریخی کاروائی کو اراکین سے گفت وشنید علماء کی مشاورت اور محض نوٹس کی بنیاد پر ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء'' کے نام سے ایسی شاندار کتاب مرتب کی کہ قاری خود کو پارلیمنٹ کا حصہ سمجھنے لگتا ہے۔ گویا کہ وہ پڑھ نہیں رہا۔ بلکہ اسمبلی میں موجود تمام حرکات وسکنات کا عینی شاہد ہے۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ پارلیمنٹ کی کاروائی کا ریکارڈ من وعن سرکاری سطح پر شائع کیا جائے۔ لیکن بوجوہ ایسا نہ ہوسکا۔ بے نظیر حکومت میں قومی اسمبلی کے ریکارڈ روم میں آگ لگ گئی یا لگائی گئی جس سے ریکارڈ جل کر راکھ ہوگیا۔ تاہم ویڈیو سے کاغذ پر منتقل کردہ مواد محفوظ رہا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ودیگر ذرائع نے کوشش کی کہ یہ ریکارڈ شائع کردیا جائے۔ بالآخر ۳۸ رسال بعد قومی اسمبلی کی سابق سپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے کر یہ راہ ہموار کردی۔

مولانا اللہ وسایا ایسا ہمالیائی عزم رکھنے والا شخص ایسے موقع پر کب چوکنے والا تھا؟۔ ان کے من کی مراد برآئی اور فوراً کمر ہمت کس کر رپورٹ کے تعاقب میں سرگرداں ہوگئے۔ مگر ابھی عشق کے امتحان اور بھی تھے۔

پارلیمنٹ کی ۲۱ روزہ مکمل کاروائی لندن کی ویب سائٹ سے حاصل کی گئی۔ جو ۲۱ حصص اور کل ۳۰۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا اللہ وسایا کی عالی ہمتی کی داد دینا چاہئے کہ انہوں نے انگریزی متن کا اردو ترجمہ کرانے کا بندوبست کیا اور پھر کمال مہارت ولیاقت سے انگریزی متن اور اردو ترجمہ ساتھ ساتھ صفحات کی زینت بناتے چلے گئے۔ تاکہ ابہام ومغالطہ کی گنجائش نہ رہے۔ ترجمہ سادہ اور رواں ہے کہ قاری کو کہیں غلجان محسوس نہیں ہوتا۔ حکومت کے شائع کردہ ایڈیشن کے ۲۱ حصوں کو پانچ جلدوں میں سمو کر ''دریا بکوزہ'' کی بہترین مثال پیش کی ہے۔ پانچ جلدوں اور ۲۹۵۲ صفحات پر محیط تاریخی ریکارڈ مرتب کرانا کار طفلاں نہیں۔ بلکہ اچھے خاصے باہمت لوگوں کے دانتوں میں بھی پسینہ آ جاتا ہے۔

مولانا اللہ وسایا کی اخلاص پر مبنی محنت شاقہ کے باوصف یہ ہمالیہ سر ہوا ہے اور اب ہر شخص اس سے مستفید ومحظوظ ہوسکتا ہے۔ مولانا کا طرز نگارش بڑا سہل، سادہ مگر دل کش ہے۔ وہ لکھتے کیا ہیں گویا یاقوت وزبرجد کے نگینے جڑتے چلے جاتے ہیں۔ اس تاریخی دستاویز کی اشاعت پر مجلس تحفظ ختم نبوت بلاشبہ مبارکباد کی مستحق ہے اور مولانا اللہ وسایا تو ملت اسلامیہ کے محسن ہیں کہ انہوں نے گراں قدر تاریخی اثاثہ اور بے مثال علمی شاہکار مرتب کر دیا ہے جو تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر صدیوں تک امت کی ضرورت کا کفیل ہوگا۔ ہماری دانست میں اس نادر علمی شاہکار کے بغیر کوئی بھی لائبریری مکمل نہیں کہلا سکتی اور پڑھا لکھا شخص تو اس سے بے نیاز ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ مولانا اللہ وسایا اور ان کے معاونین کو بہترین رحمتوں سے نوازے اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ کتاب دیکھنے کے بعد دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ ویل ڈن مولانا اللہ وسایا دی گریٹ۔ (بشکریہ روزنامہ اسلام ۲۳ ر اکتوبر ۲۰۱۳)

اظہار تعزیت اور ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے سابق امیر شیخ الحدیث مولانا بشیر احمد حصاری، معروف عالم ربانی مولانا مہر محمد میانوالوی، عالمی مجلس سکھر کے رہنما حضرت حاجی رشید احمد، عالمی مجلس فیصل آباد کے سابق مبلغ مولانا سید ممتاز الحسن شاہ گیلانی مرحوم کی اہلیہ، عالمی مجلس راولپنڈی کے رہنما حضرت قاری محمد الیاس کے بہنوئی کا پچھلے دنوں وصال ہوا۔

ادارہ لولاک اور عالمی مجلس ان تمام حضرات کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ حق تعالیٰ تمام مرحومین حضرات کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت نصیب ہو۔ ۷ رمحرم کو صبح کی نماز کے بعد ان تمام فوت شدگان کے لئے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ تمام موجود نمازیان اور مدرسہ کے طلباء نے مشترکہ طور پر قرآن خوانی کی اور آخر میں مولانا غلام رسول دین پوری نے دعائے مغفرت کرائی۔ حق تعالیٰ تمام فوت شدگان کی مغفرت فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

قادیانیت سے متعلق امت مسلمہ کا مؤقف اور جدوجہد!

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی!

اب سے چار عشرے قبل ۱۹۷۴ء کی بات ہے۔ جب چناب نگر (سابق ربوہ) کے ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کے ساتھ قادیانی نوجوانوں کے تصادم کے نتیجے میں ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں نے زور پکڑا اور بات قومی اسمبلی تک پہنچی تو اس وقت ملک کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ قومی اسمبلی میں مسلمانوں کے اس اجتماعی مطالبہ کا ذکر ہوا تو بھٹو مرحوم نے کمال دانش مندی سے کام لیتے ہوئے اسے فرقہ وارانہ عنوان سے پیش کرنے کی بجائے قوم کی اجتماعی سوچ کا رخ دیا اور قائد حزب اختلاف کے مشورہ سے طے کیا کہ قومی اسمبلی کے پورے ایوان کو خصوصی کمیٹی کا عنوان دے کر اس فورم پر قادیانی امت کے دونوں گروہوں کے قائدین کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع دیا جائے اور ملک کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو کمیٹی کی طرف سے کیس پیش کرنے اور سوال وجواب کے مراحل طے کرنے کے لئے کہا جائے۔ تاکہ پورا ایوان ایک خصوصی کمیٹی کی صورت میں دونوں طرف کے دلائل تفصیل کے ساتھ سن کر متفقہ سفارشات مرتب کر سکے اور اس طرح اس مسئلہ کو قومی اتفاق رائے کے ساتھ طے کیا جائے کہ کسی کو اس فیصلے کے کسی پہلو پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ مل سکے۔

یہ ایک انتہائی مدبرانہ فیصلہ تھا جس نے قادیانی مسئلہ کو فرقہ وارانہ دائرے سے نکال کر قومی مسئلہ کی شکل دے دی اور پارلیمنٹ کے لئے اس کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہوگیا۔ قومی اسمبلی کے تمام ارکان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے کم وبیش ۲۱روز تک اس مسئلہ پر غور کیا اور اس دوران قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے رہنما صدرالدین لاہوری، مسعود بیگ اور عبدالمنان لاہوری نے مجموعی طور پر تیرہ دن تک اس فورم پر اپنے عقائد اور مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے۔ کمیٹی کے ہر رکن کو سوال کرنے کا حق تھا جس کا طریق کار یہ تھا کہ اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار خصوصی کمیٹی کی طرف سے وکیل تھے۔ سوال ان کے پاس آتا تھا اور وہ اسے پیش کر کے کمیٹی کے سامنے ان حضرات سے جواب حاصل کرتے تھے۔

اکیس دن کی کاروائی میں تیرہ دن تک ان حضرات سے سوال وجواب ہوتے رہے۔ جبکہ باقی ایام میں کمیٹی نے اپنے طور پر اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ اس دوران کل جماعتی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی رہنمائی میں مسلمانوں کا متفقہ مؤقف اسمبلی کے سامنے پیش کرنے کے لئے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ پر مشتمل علماء کرام کا گروپ اس موقف کا مسودہ مرتب کرنے کے کام میں مصروف رہا۔ جبکہ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور چودھری ظہور الٰہیؒ اس کام کی نگرانی کرتے رہے۔

قومی اسمبلی میں یہ مؤقف ’’ملت اسلامیہ کا مؤقف‘‘ کے عنوان سے مولانا مفتی محمودؒ نے اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے دوروز مسلسل پڑھ کر سنایا۔ جبکہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اپنی طرف سے ایک تفصیلی عرضداشت پیش کی جوان کے رفیق کار مولانا عبدالحکیمؒ نے ایوان میں پڑھ کر سنائی۔ قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان خصوصی کمیٹی کے بھی چیئرمین تھے اور یہ ساری کاروائی ان کی صدارت میں انجام پائی۔ خصوصی کمیٹی نے اکیس دن تک جبکہ قومی اسمبلی نے کم وبیش تین ماہ تک اس مسئلہ پر غور کیا اور کمیٹی کی اکیس روزہ کاروائی کے نچوڑ کے طور پر وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

’’ہم گزشتہ تین ماہ سے اس موضوع پر بات کر رہے ہیں۔ مجھے اس نقطۂ نظر سے اپنے عدم علم کا اعتراف کرنا ہے کہ میں اس مسئلہ کو اتنا گہرائی سے نہیں جانتا جتنا کچھ دوسرے ارکان جانتے ہیں۔ پوری تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو سننے کے بعد اب ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ ایک مسلمان اس مسئلہ سے متعلق اتنا گہرا اور جذباتی ردعمل کیوں ظاہر کرتا ہے؟ ہماری ان نشستوں، مباحث اور غور وفکر کا حاصل یہ ہے کہ ختم نبوت جیسا کہ جمہور مسلمانوں کا بھی عقیدہ ہے۔ تمام مسلمانوں کے ایمان کا جزو ہے اور خواہ کچھ بھی ہو جائے مسلمان کسی بھی حوالے سے ختم نبوت کے اس بنیادی عقیدے کے معاملہ میں لچک کے روادار نہیں ہوسکتے۔

جناب والا! اس لئے میں نے کہا کہ یہ حکومت یا حزب مخالف کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں اسے ایک قومی مسئلہ کے طور پر لینا چاہئے۔ قوم اس بات کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ اتنے سنگین مسئلے پر تقسیم ہو جائے اور اس لئے قائد حکومت جناب وزیراعظم پاکستان کے ذریعہ حکومت اور اس ایوان میں براجمان تمام رفقاء کی یہی کوشش رہی ہے کہ اتفاق رائے تک پہنچا جائے۔ یہ میرے لئے ایک اعزاز ہے کہ میں اکثریتی پارٹی اور اپنے دوستوں جنہوں نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ ان کی جانب سے اس معزز کمیٹی کے سامنے یہ قرارداد پیش کروں کہ ہم اتفاق رائے تک پہنچ چکے ہیں اور یہ قرارداد میں اپنی طرف سے اور مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، جناب غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہیؒ اور سردار مولا بخش سومروؒ کی جانب سے پیش کرتا ہوں۔‘‘

یہ جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کے اس تفصیلی خطاب کا حصہ ہے جو انہوں نے وزیر قانون کی حیثیت سے کمیٹی کے اختتامی سیشن میں کیا اور جو قرارداد انہوں نے مذکورہ بالا رفقاء کی طرف سے پیش کی وہ یہ ہے کہ:

’’میں اپنی طرف سے اور اپنے دوستوں کی جانب سے جن دستوری ترامیم کی سفارش کرتا ہوں وہ دو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دستوری ترمیم کے ذریعہ اس شخص کی تعریف متعین کر دی جائے جو مسلمان نہیں ہے۔ یہ تعریف آرٹیکل ۲۶۰ ر میں ایک شق کے اضافے کی صورت میں ہوگی۔ آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ ر کی دو شقیں ہیں۔ یہ آرٹیکل تعریف سے متعلق ہے اور ہم اس آرٹیکل میں شق نمبر ۳ ر کے اضافے کے ذریعے غیر مسلم کی حسب ذیل تعریف کا اضافہ کریں گے:

’’ایسا شخص جو خاتم الانبیاء حضرت محمد a کی حتمی اور غیر مشروط ختم نبوت کو نہیں مانتا۔ یا لفظ کے کسی بھی مفہوم اور وضاحت میں حضرت محمد a کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا ایسے دعویدار کو نبی یا مذہبی مصلح مانتا ہے۔

اس آئین یا قانون کے مقاصد کے لحاظ سے وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘

اس کے ساتھ ہی دوسری ترمیم کا ذکر ہے جس کے تحت اسمبلیوں میں غیر مسلم اقلیتوں کے لئے مخصوص نشستوں کے حوالے سے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کا ذکر بھی شامل کیا گیا ہے۔ قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے طور پر اس کاروائی کے بارے میں یہ گزارشات پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ خصوصی کمیٹی کی یہ کاروائی قومی اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے مکمل طور پر منظر عام پر آچکی ہے اور قومی اسمبلی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس سے قبل یہ کاروائی صیغہ راز میں تھی اور مسلسل مطالبہ ہو رہا تھا کہ اسے شائع کیا جائے۔ عام طور پر خفیہ دستاویزات کو تیس سال کے بعد اوپن کر دینے کی روایت موجود ہے۔ جس کے تحت قومی اسمبلی کی سابق سپیکر محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے اس کی اشاعت کا حکم دیا تھا۔ البتہ اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کے بجائے انٹرنیٹ پر اوپن کر دیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا پوری قوم کی طرف سے شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ ساری کاروائی انٹرنیٹ سے لے کر اسے ایڈیٹ کرنے کے بعد من وعن کتابی شکل میں مرتب کر دی ہے جو پانچ ضخیم جلدوں میں کم وبیش تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان نے اسے شائع کیا ہے۔

مولانا اللہ وسایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہمت کی داد ایک اور حوالہ سے دینا بھی ضروری ہے کہ قادیانیت کے آغاز سے اب تک اس کے حوالہ سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کی طرف سے شائع کئے جانے والی تحریروں کا بہت بڑا ذخیرہ ’’احتساب قادیانیت‘‘ کے عنوان سے شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے، جس کی اب تک ۵۳ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جو پچیس ہزار سے زائد صفحات کا احاطہ کرتی ہیں اور تین سو سے زائد اصحاب قلم کی چھ سو سے زائد قلمی نگارشات اس عظیم ذخیرے کا حصہ ہیں۔ جس پر تحریک ختم نبوت کے ایک کارکن اور تاریخ کے ایک طالب علم کے طور پر مولانا اللہ وسایا کو سلام پیش کرتا ہوں۔ (روزنامہ اسلام ۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۳ء)

انجینئر ناصر محمود کا قبول اسلام!

گزشتہ دنوں موجودہ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کے قریبی دوست انجینئر ناصر محمود نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ ناصر محمود نے کہا کہ میں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا تو سوائے دجل وفریب اور شکوک وشبہات کے کچھ نظر نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی ایک دھوکہ باز اور جھوٹا انسان تھا۔ بلکہ انسانیت کے چہرہ پر بدنما داغ تھا۔ موصوف نے کہا کہ میں غیر مشروط طور پر سرور دو عالم a کو اللہ پاک کا آخری نبی مانتا ہوں۔ آپ a کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت میں کذاب ودجال مانتا ہوں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں نے انجینئر ناصر محمود کے قبول اسلام کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں مبارکباد دی اور ان کے اسلام پر استقامت کی دعا کی۔

۷؍ستمبر ...... اور آدھا پاکستان!

جناب اشتیاق احمد!

ختم نبوت کے اعتبار سے جب میں نے ہوش سنبھالا تو قادیانیوں کی زبانی یہ جملہ بار بار سننے میں آیا:

’’سن ۱۹۷۴ء کی اسمبلی کی کاروائی اگر منظر عام پر آ جائے تو آدھا پاکستان مرزائی ہو جائے گا۔‘‘

یہ جملہ قادیانیوں کے منہ سے ایک دو بار نہیں، نہ جانے کتنی بار سنا...... اس جملے نے مجھے پریشان کر دیا...... کہ آخر ۱۹۷۴ء کی کاروائی میں ایسی کیا بات ہے؟...... جسے منظر عام پر لانے کے لئے یہ لوگ بے چین ہیں۔

میں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان سے رابطہ کیا...... کیونکہ ختم نبوت کے موضوع سے واسطہ پڑنے کے بعد پہلا واسطہ انہی حضرات سے پڑا تھا...... اور اس کا سبب ناول وادیٔ مرجان بنا تھا...... وہ ناول میرے ہاتھوں کیا لکھا گیا۔ مرزائی حضرات میری طرف ضرورت سے کچھ زیادہ ہی متوجہ ہوئے تھے...... اور انہوں نے مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ اس سلسلے میں مجھے ربوے (چناب نگر) جانا پڑا...... پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں...... غرض لمبی کہانی ہے...... لہٰذا میں اپنی بات کی طرف واپس آتا ہوں......! میں نے مولانا عزیز الرحمن جالندھری سے یہ سوال پوچھا کہ...... ’’آخر ۱۹۷۴ء کی اسمبلی کی کاروائی میں ایسی کیا بات ہے کہ یہ لوگ کہتے پھرتے ہیں...... اگر وہ پوری کاروائی منظر عام پر آ جائے تو آدھا پاکستان مرزائی ہو جائے۔‘‘

ان کی طرف سے جواب ملا:......! ’’یہ سب ان لوگوں کا پراپیگنڈہ ہے...... اسمبلی کی کاروائی کے بعد ہی تو خود اسمبلی ہی نے انہیں کافر قرار دیا ہے...... اگر وہ کاروائی ان کے حق میں جاتی تو انہیں کافر کیوں قرار دیا جاتا...... فی الحال ہمارے بس میں نہیں کہ اس کاروائی کو منظر عام پر لا سکیں...... کیونکہ یہ معاملہ برسر اقتدار لوگوں کے ہاتھوں میں ہے...... اور وہ اس کاروائی کو منظر عام پر لانے کے لئے فی الحال تیار نہیں...... لیکن اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ایک وقت آئے گا جب یہ کاروائی منظر عام پر آئے گی۔ اس وقت ہم مرزائی حضرات سے پوچھیں گے کہ لیجئے کاروائی منظر عام پر آ گئی۔ کر لیں آدھے پاکستان کو مرزائی۔‘‘

یہ سوال بار بار گونجتا رہا۔ اس سوال کی گونج نے ہر بار پریشان کیا کہ یا اللہ! مرزائیوں کی اس بات کا جواب ہم کیا دیں...... بے شک یہ ان لوگوں کا پراپیگنڈہ بلکہ ہتھکنڈا ہے۔ لیکن اس ہتھکنڈے سے کچے ایمان والے لوگ فوراً متاثر ہو جاتے ہیں۔ کافی مدت یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا...... پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ۱۹۷۴ء کی کاروائی شائع کی گئی۔ یہ دراصل ان علمائے کرام کی مدد سے مرتب کی گئی تھی۔ جنہوں نے اسمبلی کی کاروائی میں شرکت کی تھی اور بحث میں حصہ لیا تھا۔ یہ کتاب مسلمانوں کو تو مطمئن کر سکتی تھی...... مرزائیوں کو نہیں۔ ان کا کہنا تھا یہ تو مولویوں کی گھڑی ہوئی داستان ہے۔ اس کا تعلق اسمبلی کی کاروائی سے دور کا بھی نہیں...... اس طرح یہ معاملہ لٹکتا چلا

آیا...... آخرکار ایک وقت ایسا آیا کہ قومی اسمبلی کی سپیکر محترمہ فہمیدہ مرزا صاحبہ نے اسے منظر عام پر لانے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے اجازت ضرور دے دی۔ لیکن کاروائی پھر بھی منظر عام پر نہ آسکی۔

اس کا صاف مطلب ہے...... خفیہ ہاتھ درمیان میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ گویا ایک طرف تو مرزائی حضرات اس کاروائی کو منظر عام پر آنے نہیں دینا چاہتے تھے۔ دوسری طرف ان کا پراپیگنڈہ زور شور سے جاری تھا: ’’اگر ۱۹۷۴ء کی کاروائی منظر عام پر آجائے تو آدھا پاکستان مرزائی ہوجائے۔‘‘

ان حالات میں علمائے کرام نے اپنی بھرپور کوششیں کیں کہ کسی طرح یہ کاروائی مکمل طور پر منظر عام پر آجائے...... آخرکار اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی ہوئی ۲۰؍جنوری ۲۰۱۲ء کے روزنامہ ’’جنگ‘‘ میں یہ خبر شائع ہوئی کہ: ’’قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے خفیہ پارلیمانی ریکارڈ کو اوپن کردیا گیا۔‘‘ یہ خبر کی سرخی تھی اور نیچے یہ تفصیل درج تھی: ’’قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا خفیہ پارلیمانی ریکارڈ اوپن کردیا گیا ہے۔ سپیکر قومی اسمبلی ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے ۳۸؍سال بعد قادیانی آئینی ترمیم کا خفیہ ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو دور میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی نے دوسری آئینی ترمیم کی منظوری دے دی تھی...... اس مقصد کے لئے پورے ایوان کو قائمہ کمیٹی قرار دے کر اس کے خفیہ اجلاس منعقد کئے گئے۔ چار خفیہ اجلاسوں میں جماعت احمدیہ کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے دلائل دیئے تھے۔ جس پر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے تفصیلی جرح کی۔ چونکہ ساری کاروائی خفیہ تھی۔ اس لئے تحریری ریکارڈ سربمہر رکھا گیا۔ ذرائع نے کہا کہ آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت کوئی بھی دستاویز ۳۰؍سال تک خفیہ رہ سکتی ہے۔ ۳۰؍سال بعد اسے اوپن کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ ۳۸؍سال بعد سابقہ سپیکر نے خفیہ قادیانی بل کا سارا ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی۔‘‘

اسمبلی نے اس کی اشاعت بھی کرائی۔ لیکن اس کی کاپیاں ایوان میں ہی رکھی گئیں۔ اسمبلی سے باہر تقسیم نہ کی گئیں۔ علماء کرام نے اپنی کوششیں جاری رکھیں...... آخرکار اللہ تعالیٰ کے کرم اور فضل سے کاروائی نیٹ پر آگئی...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ ریکارڈ مطبوعہ حالت میں ۲۰۱۲ء میں ملا اور عید قربان سے چند روز پہلے ملا...... گویا آج سے تقریباً ساڑھے دس ماہ پہلے ایسا ہوا۔ آج یہ تمام کاروائی کتابی شکل میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں موجود ہے...... اب قادیانی یہ کہتے نظر نہیں آتے...... ’’۱۹۷۴ء کی اسمبلی کاروائی اگر منظر عام پر آجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے۔‘‘

آج ہم ان سے کہتے ہیں...... کاروائی تو منظر عام پر آگئی ہے...... اب آدھے کیا پورے پاکستان کو قادیانی بنالیں...... لیکن اب وہ کہتے پھرتے ہیں: ’’جو کچھ کاروائی کے نام پر ہوا وہ سب ایک ڈھونگ تھا۔‘‘ ...... ’’پوری اسمبلی اس معاملے میں ناکام ہوئی۔‘‘ ...... ’’ان کی قوت فیصلہ کو مفلوج کردیا گیا تھا۔‘‘

اب کوئی مرزائیوں سے پوچھے کہ جس کاروائی کو منظر عام پر لانے کے لئے شور مچایا جارہا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اگر وہ منظر عام پر آگئی تو آدھا پاکستان مرزائی ہوجائے گا...... اب اس کاروائی کے بارے میں کہا جارہا ہے...... ان کی قوت فیصلہ کو مجروح کردیا گیا تھا...... آپ لوگوں کا پہلا دعویٰ درست تھا یا بعد والا......؟ ستمبر کے حوالے سے آپ سے بس یہی سوال ہے۔ (بشکریہ ضرب مومن کراچی ۱۲؍ستمبر ۲۰۱۳ء)

۳۲ رویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب کی جھلکیاں!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

بحمدہ تعالیٰ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس حسب سابق ۲۴، ۲۵ر اکتوبر کو نہایت ہی تزک واحتشام سے منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ کانفرنس کی کل پانچ نشستیں ہوئیں۔ مختلف نشستوں کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد حضرت مولانا مفتی محمد حسن مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن جناب قاضی فیض احمد، جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد عبداللہ بھکرنے کی۔

مولانا اللہ وسایا کی دستار بندی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے اللہ رب العزت نے اس سال یہ معرکہ سر کرایا کہ چالیس سال قبل ۱۹۷۴ء کی پاکستانی قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ جسے حکومت نے ٹاپ سیکرٹ قرار دے کر شائع ہونے پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ گزشتہ سال جونہی وہ انٹرنیٹ پر آئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے انٹرنیٹ سے لیا اور اس پر تحقیق وتخریج اور حوالجاتی کام شروع کرادیا۔ یہ سعادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا اللہ وسایا کے حصہ میں آئی۔ آپ نے دن رات عرق ریزی کر کے کانفرنس سے قبل یہ تمام پارلیمانی کاروائی بھی ۵ر جلدوں کے سیٹ کی شکل میں شائع کرادی۔ اسی طرح شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا کو اللہ رب العزت نے یہ سعادت بھی نصیب فرمائی کہ آپ نے قادیانیت پر بزرگوں کے رشحات قلم کو یکجا کرنا شروع کیا۔ اس سال کانفرنس کے موقع پر ۵۳ر جلدیں احتساب قادیانیت کی شائع ہوچکی تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کے حکم پر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے اختتامی بیان سے قبل اعلان فرمایا کہ انہیں متذکرہ بالا خدمات کے اعتراف میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور جمعیت علماء اسلام کے امیر مرکزیہ یعنی پاکستان کی دو بڑی دینی جماعتوں کے سربراہان حضرت مولانا اللہ وسایا کی دستار بندی کرائیں گے۔ اس اعلان کے ہوتے ہی پورے اجتماع کی خوشی کی کیفیت دیدنی تھی۔ چاروں طرف سے نعروں کی گونج میں حضرت امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سٹیج پر کھڑے ہوئے اور حضرت مولانا اللہ وسایا کی دستار بندی کرائی۔

اس کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے اعلان کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قومی اسمبلی کی جو کاروائی شائع کی ہے۔ اس میں بڑا حصہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے بیان پر مشتمل ہے۔ جبکہ قومی اسمبلی اور پورے ملک میں قادیانی فتنہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے جس قیادت نے کوشش کی۔ ان

کے سرخیل مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ تھے۔ آج حضرت مفتی مرحوم کے خاندانی اور جماعتی اعتبار سے وارث جانشین اور اسلامیان پاکستان کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہیں۔ ہمارے نزدیک اس قومی اسمبلی کی کاروائی کے حقیقی وارث حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہیں۔ تو آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی اپنے دست مبارک سے اس کتاب کا سیٹ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو پیش کریں گے۔ یہ اعلان ہوتے ہی ایک بار پھر دونوں قائدین سٹیج پر تشریف لائے۔ ایک دوسرے پر اعتماد، اعتراف عظمت، اعتراف حقیقت کا وہ پروقار خوش کن اور آنکھوں کو مسحور اور دلوں کو مسرور کرنے کا کیا خوبصورت منظر تھا کہ اپنے وقت کے حدیث کے شیخ نے کتاب تھامی ہوئی تھی اور اپنے وقت کے عظیم مذہبی وسیاسی بین الاقوامی قائد نے وہ کتاب لینے کے لئے ہاتھ آگے کیے تو پورا اجتماع کھڑا ہوگیا۔ ہر شخص اپنی آنکھ کے آئینے سے اپنے دلوں میں اور موبائل اور کیمروں والے اپنے آلات کے ذریعے اس منظر کو اپنے ہاں یادگار لمحات کے طور پر محفوظ کررہے تھے۔ اہل دل کی زبانوں پر اخلاص بھری دعائیں جاری تھیں۔ ادھر محبت کے جذبات میں فلک شگاف نعروں سے ماحول گونج رہا تھا۔ اس موقع پر حضرت الامیر نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ وہ اسلام آباد، لاہور یا کراچی کہیں بڑا پروقار سیمینار منعقد کرکے اس کتاب کے سیٹ باقی رہنمایان کی اولادوں کو بھی پیش کریں گے۔ اس مرحلے کے ختم ہوتے ہی قائد جمعیت نے بیان شروع کیا۔ آپ کے ساتھ کرسی پر حضرت الامیر مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم تشریف فرما تھے۔ محبتوں کا یہ منظر قابل رشک تھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے حجازی طرز میں خطبہ وتلاوت کا آغاز کیا تو درودیوار جھوم اٹھے۔ ہر شخص پکارا کہ قائد تیری عظمت کو سلام ہے۔

انوکھی مثالیں

قارئین کے لئے یہ خبر انتہائی خوش کن ہوگی کہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امسال حج کے لئے تشریف لے گئے۔ محض ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کے لئے اپنی سیٹ تبدیل کرائی۔ مدینہ منورہ سے ڈائریکٹ اسلام آباد تشریف لے آئے اور اسلام آباد سے سیدھے کانفرنس پر تشریف آوری ہوئی۔ دودن یہاں قیام پذیر رہے۔ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت سے سرفراز کیا۔ کانفرنس کے اختتام پر گھر تشریف لے گئے۔ ایسی مخلصانہ شرکت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن جتنا اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کریں کم ہے۔ اسی طرح آج سے چند سال قبل جبکہ حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمدؒ بھی زندہ سلامت تھے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا اچانک کانفرنس چناب نگر سے قبل لیبیا کا سرکاری سفر درپیش آگیا۔ آپ لیبیا تشریف لے گئے۔ واپسی جمعۃ المبارک صبح کے وقت لیبیا سے اسلام آباد تشریف لائے۔ اسلام آباد ایئرپورٹ سے سیدھے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے چناب نگر تشریف لائے۔ جمعہ پڑھایا۔ آخری بیان فرمایا اور پھر کانفرنس سے فراغت پر اپنے گھر عبدالخیل تشریف لے گئے۔

ایسے قائدین کی ان محبت بھری شفقتوں کو کون بھول سکتا ہے۔ کوئی نہیں۔ کوئی نہیں اور بالکل کوئی نہیں بھول سکتا۔ آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہر خوردوکلاں اپنے محبوب حضرت مولانا مفتی محمد حسن، اپنے قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی محبتوں کو دلوں میں بسائے ہوئے ہے۔ تو اس کا باعث یہی محبتیں ہیں جو شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ، مفکر

اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ سے لے کر حضرت مولانا فضل الرحمٰن تک محیط ہیں اور عالمی مجلس کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔

پہلی بار: قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دونوں دن چناب نگر قیام پذیر رہے۔ امسال پہلی دفعہ پیر شریف لاڑکانہ کی خانقاہ کے چشم و چراغ مولانا عبدالحبیب قریشی نے شرکت کی۔ کانفرنس کی اختتامی دعا حضرت الامیر دامت برکاتہم کے حکم پر مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کرائی۔ الحمدللہ تقریباً دو دن تک جاری رہ کر کانفرنس ۲۵ راکتوبر عصر پر اختتام پذیر ہوئی۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے حفظ کے طلباء کی دستار بندی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسلم کالونی چناب نگر میں مدرسہ عربیہ ختم نبوت قائم ہے۔ اس میں بنین کے لئے حفظ کی چھ کلاسیں، ناظرہ کی ایک اور بنات کے لئے حفظ و ناظرہ کی دو کلاسیں ہیں۔ درجہ کتب میں درجہ سادسہ تک کی کلاسیں کام کر رہی ہیں۔ مدرسہ میں اس وقت تین سو سے زائد مسافر طلباء پڑھتے ہیں۔ گزشتہ برس ۱۴۳۳ھ میں وفاق المدارس کے تحت درجہ کتب کا پہلی بار مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں سنٹر بنایا گیا۔ اللہ رب العزت کا فضل ہے کہ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ، گردان، بنین و بنات اور درجہ کتب کی بہت عمدہ تعلیم کا انتظام ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے مثال قائم ہے کہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر جمعہ سے پہلے کے اجلاس میں مدرسہ کے حفظ کے طلباء کی دستار بندی کرائی جاتی ہے۔ امسال حفظ کے وہ طلباء جنہوں نے وفاق المدارس کا حفظ کا امتحان پاس کیا۔ ان میں سے جو طلباء کانفرنس کے موقع پر موجود تھے۔ ان کی تعداد پندرہ تھی۔ مولانا قاضی احسان احمد ان بچوں کے نام پر پکارتے گئے۔ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالحبیب قریشی پیر شریف قمبر لاڑکانہ، پیر طریقت مولانا احمد حسن عباسی شاہ پور چاکر والوں نے ان طلباء کی دستار بندی کرائی۔ جن خوش نصیب حفاظ کی دستار بندی کرائی گئی ان کے نام بمعہ ولدیت یہ ہیں:

نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیت	ضلع	نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیت	ضلع
۱	حافظ محمد زوہیب	گلزار احمد	چنیوٹ	۲	حافظ محمد افتخار	مختار حسین	چنیوٹ
۳	حافظ محمد عابد نواز	محمد نواز	چنیوٹ	۴	حافظ محمد صابر	محمد فاضل	چنیوٹ
۵	حافظ محمد سعید	محمد اکبر	چنیوٹ	۶	حافظ محمد طاہر	محمد گلزار	چنیوٹ
۷	حافظ احمد علی	محمد علی	چنیوٹ	۸	حافظ محمد اسماعیل	محمد حق نواز	مظفر گڑھ
۹	حافظ مظہر عباس	رحمت علی	چنیوٹ	۱۰	حافظ قمر الدین	غلام رسول	رحیم یار خان
۱۱	حافظ طارق علی	محمد حیات	سرگودھا	۱۲	حافظ عابد علی	غلام	چنیوٹ
۱۳	حافظ شکیل عباس	محمد افضل	سرگودھا	۱۴	حافظ ظفر عباس	ملازم حسین	چنیوٹ
۱۵	حافظ محمد نعیم	محمد اسماعیل	رحیم یار خان	۱۶	....	....	....

میرے محسن، میرے مربی ...... حضرت مولانا عبدالمتین c!

جناب محمد خالد مبین!

۲۲ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو صبح نماز فجر کے بعد ایک ساتھی کا میسج آیا کہ مولانا عبدالمتین صاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ! سنتے ہی دل یکدم سکتے کی کیفیت میں آ گیا۔ وہی کیفیت ہوئی جو والد صاحب کے وصال کے وقت ہوئی تھی۔ فوراً مولانا کے گھر پہنچا اور مولانا کے صاحبزادوں سے گلے مل کر صبر کے بندھن ٹوٹ گئے اور بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ پتا چلا کہ مولانا مرحوم نے صبح نماز کے لئے وضو کیا اور چھوٹے صاحبزادہ مفتی سعید اللہ کے سہارے جائے نماز پر پہنچے اور وہاں پر لیٹ گئے، کلمہ پڑھتے پڑھتے اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے:

گویا پہنچے بارگاہ حق میں باوضو ہو کر

مولانا عبدالمتینؒ کا تعلق بٹگرام کے مردم خیز خطے سے تھا۔ ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں حاصل کی اور دورہ حدیث کے لئے لاہور میں جامعہ اشرفیہ تشریف لے گئے۔ جہاں مروجہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی صحبت نے حضرت والا کی صلاحیتوں کو خوب چمکایا گویا کندن بنا دیا۔ حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی خانیوال والوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور خلافت حاصل کی۔ حضرت کے انتقال کے بعد حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ چکوال سے، ان کے بعد مولانا علاؤالدینؒ دارالسلام شیخوپورہ سے اور ان کے بعد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف والوں سے بیعت کی۔

فراغت کے بعد حضرت مولانا عبدالحکیمؒ جامعہ فرقانیہ کے حکم پر گوجر خان تشریف لائے۔ جو شرک و بدعت کا گڑھ تھا۔ اور باطل کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ آپ سے پہلے کئی علماء حق یہاں کے حالات سے بددل بلکہ مایوس ہو کر جا چکے تھے۔ لیکن حضرت مولانا عبدالمتینؒ صاحب نے اس مخالفانہ فضا کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا۔ بلکہ اپنی مستقل مزاجی، بلند حوصلگی، اور وظائف کی پابندی،، اکابرین کی سرپرستی و دعاؤں کی بدولت علاقہ کی فضاء کو بدل ڈالا۔ جہاں اللہ کا نام لینے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔ وہاں کئی مساجد اہل حق کی قائم ہو گئیں۔ سنت اعمال کو اپنا وظیفہ حیات بنا کر لوگوں کے سامنے ایک نمونہ پیش کیا۔ لوگوں کے قلوب میں اللہ تعالیٰ نے مولانا کی ایسی محبت ڈال دی کہ علاقہ بھر کے سلیم الفطرت لوگ مولانا کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ گاؤں گاؤں میں قرآنی مکاتب قائم ہوئے۔ تبلیغی جماعت کی چلت پھرت عام ہو گئی۔ اہل علاقہ میں عمومی طور پر شرک و بدعت سے بیزاری اور توحید و سنت کا غلغلہ بلند ہوا۔

مولانا نے نہ صرف انفرادی طور پر اصلاحی سلسلہ قائم فرمایا۔ بلکہ تحریکی میدان میں بھی اپنی صلاحیتیں خوب دکھائیں۔ اہل حق کی تمام جماعتوں مثلاً جمعیت علماء اسلام، خدام اہل سنت وغیرہ کا قیام بھی آپ کی خصوصی توجہ سے ممکن ہوا۔

مگر آپ کا خصوصی ربط عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہوا اور خصوصاً حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ جو مجلس کے امیر اور ناظم اعلیٰ بھی رہے سے حضرت کا بہت قریبی تعلق تھا۔۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں علاقہ کی تمام مسالک کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے تحریک کو علاقہ بھر میں پھیلا دیا۔

گوجرخان کے نواحی قصبہ چنگا بنگیال جو اس زمانے میں قادیانیوں کا گڑھ تھا۔ مولانا مرحوم پر ایک تحریکی سفر کے دوران قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس میں مولانا اور اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راولپنڈی کے مبلغ مولانا سید منظور احمد آسی پر فائرنگ کی گئی۔ لیکن مولانا کے حوصلے پست نہ ہوسکے۔ مولانا نے تحصیل بھر میں اپنے طوفانی دورے جاری رکھے۔ آج جب بعض چشم دید گواہ مولانا کی اس وقت کی جرأت کی داستانیں سناتے ہیں تو رشک آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کو کس قدر دینی خدمت کی توفیق دی۔

اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ایسا تعلق قائم ہوا جو موت تک قائم رہا۔ خواجہ خواجگان خواجہ خان محمدؒ کے ساتھ بھی تعلق رہا اور خواجہ صاحبؒ کو گوجرخان بلایا۔ راقم کا مجلس کے ساتھ تعلق بھی مولانا مرحوم کی وجہ سے ہوا۔ بلکہ جو خوش نصیب بدعات کی گمراہی سے نکل کر صحیح عقیدے کو پہچان پائے۔ ان سینکڑوں میں سے ایک راقم بھی ہے۔ اسی لئے میں مولانا کو ہمیشہ اپنے بزرگوں کی طرح سمجھتا رہا اور مولانا بھی بھرپور محبت عطا فرماتے رہے۔

مولانا کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی اور جنازہ میں گویا سارا شہر امڈ آیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے منور فرمائیں۔ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائیں۔ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

تین قادیانیوں کا قبول اسلام!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری، جنرل سیکرٹری حکیم عبدالرحیم جعفر کے سامنے علامہ محمد عبدالستار تونسویؒ کے مدرسہ جامعہ عثمانیہ تونسہ شریف میں تین قادیانیوں مجاہد الیاس ولد فتح محمد، محمد عابد ولد محمد رفیق اور مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ فتح محمد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ ان نومسلموں کے آباؤ اجداد قادیانی تھے۔ ان نومسلموں نے قادیانیت سے برأت کا حلف نامہ لکھ دیا ہے۔ محمد عابد ولد محمد رفیق نے قصبہ مور جھنگی میں بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم دین قاری عبدالعزیز باروی کے سامنے متعدد گواہوں کی موجودگی میں قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری اور قاری محمد اسماعیل نے مور جھنگی جا کر مولانا باروی اور نومسلم کو مبارکباد پیش کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا عبدالرحمن غفاری، ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا غلام اکبر ثاقب، ضلعی مبلغ مولانا محمد اقبال، مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا محمد اسحاق ساجد نے نومسلموں کو جماعت کی طرف سے رد قادیانیت پر مشتمل لٹریچر دیا۔ ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں مبارکباد دی اور ہرقسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

حضرت حصاری c!

مولانا غلام رسول دین پوری!

حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ رحیم یار خان کی بہت بڑی علمی اور یادگار اسلاف شخصیت تھے جن کی زیارت سے اکابرین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

ولادت: حضرتؒ کا آبائی وطن بھارت کے ’’ضلع حصار‘‘ کا ایک گاؤں تھا۔ آپ اسی گاؤں میں تقریباً ۲۵؍اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پیدا ہوئے اور ’’حصار‘‘ کی طرف منسوب ہو کر ’’حصاری‘‘ کہلائے۔

تعلیم: مذکور گاؤں میں صرف دو عالم دین تھے۔

۱...... حضرت حصاریؒ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ، حضرت مولانا عبداللطیف سہارن پوریؒ، حضرت مولانا عبدالعلی صاحبؒ (شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی) اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے تلمیذ ارشد تھے۔

۲...... مولانا فتح الدینؒ (فاضل دارالعلوم دیوبند) جو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی تلمیذ ارشد تھے۔ موصوفین کے وجود کی برکت سے اہالیان گاؤں کو دین سے واقفیت تھی۔

مولانا بشیر احمد نے اپنے والد بزرگوار (مولانا محمد موسیٰؒ) کے حکم پر گاؤں کے پرائمری سکول میں تین جماعتوں تک تعلیم حاصل کی اور اسی عرصہ میں گھر پر ہی اپنے والد ماجد سے فارسی کی مشہور کتابیں پڑھ لیں۔ پھر گاؤں کے ایک عربی مدرسہ میں (۱۹۴۴ء، ۱۹۴۵ء کے) دو برس تک تعلیم حاصل کر کے (نومبر ۱۹۴۶ء میں) ’’مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد ضلع بہاولنگر‘‘ میں داخلہ لے کر تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں تقسیم کا مرحلہ پیش آ گیا۔ افراتفری سے دینی مدارس بھی متاثر ہوئے۔ اس علاقہ کے اکثر مدارس ان دنوں بند تھے۔ صرف ایک مدرسہ ’’قاسم العلوم فقیر والی‘‘ کھلا ہوا تھا تو بواسطہ والد گرامی اس میں داخل ہو گئے۔ سال مکمل کر کے اگلے سال پھر ’’مدرسہ صادقیہ عباسیہ‘‘ میں داخلہ لے لیا۔ ’’درجہ مشکوٰۃ‘‘ تک یہاں تعلیم مکمل کر کے آئندہ دو برس ’’جامعہ خیر المدارس ملتان‘‘ میں تھے۔ اس دوران میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے ٹنڈو اللہ یار میں دارالعلوم الاسلامیہ کے نام سے مدرسہ کا آغاز فرمایا تو مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوریؒ وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت کیمل پوریؒ کے ساتھ دورۂ حدیث کے اکثر طلبہ بھی چلے گئے جن میں حضرت حصاریؒ بھی تھے۔ وہاں حضرت کیمل پوریؒ کے علاوہ ’’محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ‘‘ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ، مولانا عبدالرشید نعمانی ندویؒ، جیسے اساطین علم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ سال ختم ہوا تو شعبان و رمضان میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی خدمت میں جا کر دورۂ تفسیر پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

تدریسی و دینی خدمات

تعلیم سے فارغ ہوئے تو ضلع خانیوال (جہاں آپ کی برادری کے لوگ آباد تھے) کے ایک گاؤں کے مقامی مدرسہ میں تدریس کا آغاز فرمایا دوران تدریس اپنے محبوب استاذ محدث العصر شیخ بنوریؒ سے رابطہ کر کے تکمیل تعلیم کے خیال کا اظہار فرمایا۔ شیخ بنوریؒ نے کچھ عرصہ کے لئے انتظار اور توقف کا فرمایا۔ (غالباً ان دنوں حضرت نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے آغاز کا خیال کر رکھا تھا) ۱۹۵۴ء میں جب حضرت بنوریؒ نے کراچی تشریف لا کر مدرسہ کا آغاز فرمایا (جو آج جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نام سے آباد اور مشہور ہے) تو حضرت بنوریؒ نے طلب فرمالیا۔ حضرت حامد حصاریؒ وہاں پہنچے اور دو برس تکمیل تعلیم کی۔ ان دو برسوں میں اپنے محبوب استاذ اور مایۂ ناز محدث کی خدمت میں رہ کر ہر طرح کی خدمت بڑے شوق اور دلجمعی سے سرانجام دیتے رہے۔ شب و روز اس معمول میں فرق نہ آنے دیا۔ شیخ بنوریؒ کے ساتھ دوسرے استاذ مولانا لطف اللہ پشاوریؒ تھے۔ ہر دو استاذوں کی خدمت کر کے مجمع البحرین بنے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے اور اپنی ''خودنوشت'' میں بھی لکھا: ''کہ میری زندگی کا حاصل درحقیقت یہی دو سال ہیں جس پر میں جتنا فخر کروں اور اس سعادت پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔''

وہاں سے فارغ ہوئے تو جماعت اسلامی کے جھانسے میں آگئے اور یہی جماعت رحیم یار خان میں قیام کا سبب بنی۔ جب معلوم ہوا کہ یہ جماعت تو جادۂ مستقیم سے انحراف کا شکار ہے تو بنوران کی کتب و لٹریچر کا مطالعہ کیا جس کے نتیجے میں زندگی کی کایا پلٹی، علیحدگی اختیار کی اور فی الفور رد مودودیت کے کام میں لگ گئے۔ پھر تو زندگی بھر اسی کو ہی اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ (آخر عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ رد مودودیت پر الحمدللہ اتنا کام ہوگیا ہے۔ امید ہے میرے لئے کفارہ کا کام دے جائے گا۔) آگے چل کر حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مولانا غلام ربانی صاحبؒ کے محبوب اور منظور نظر ہوئے، حق جل مجدہ نے قادر کلامی اور زور قلمی کا ملکہ خوب سے خوب دے رکھا تھا تو موصوفین کے معتمد علیہ بن کر جمعیت علماء اسلام کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے جمعیت کے پلیٹ فارم پر خاطر جمعی سے کام کیا۔ کبھی کبھی اپنی مجلس میں حضرت مفتی محمود صاحبؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا غلام ربانیؒ کا تذکرہ فرماتے اور آبدیدہ ہو جاتے۔ بالخصوص مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی متواضعانہ طبیعت اور اپنے ساتھ محبت کا ذکر کر کے اشکبار ہو جاتے اور فرماتے۔ اب ایسے لوگ کہاں سے آئیں گے؟

تعلق بیعت وارادت

قیام کراچی کے دوران ہی حضرت شیخ بنوریؒ سے بیعت کر لی تھی۔ پھر جماعت اسلامی سے علیحدگی پر حضرت شیخ بنوریؒ سے تجدید بیعت کی درخواست کی تو شیخ بنوریؒ نے حکم فرمایا کہ اب حضرت مولانا میاں عبدالہادی صاحب دین پوریؒ سے تعلق ارادت قائم کر لیں۔ حضرت شیخ کی تعمیل ارشاد میں حضرت مولانا میاں عبدالہادی صاحبؒ سے بیعت ہوگئے۔ حضرت دین پوریؒ کے وصال پر ملال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب سے تعلق ارادت قائم فرمایا۔ ان کے بعد باقاعدہ طور پر تو کسی سے بیعت نہ ہوئے۔ البتہ اصلاحی تعلق خواجۂ خواجگان

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ، حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ اور حضرت مولانا ناصر الدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بالواسطہ و بلاواسطہ قائم رکھا اور دریں حال اپنے رب سے جا ملے۔

رحیم یار خان میں مدرسہ کا قیام

حضرتؒ کے جی میں بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اپنے محبوب شیخ و مربی حضرت بنوریؒ کی خدمت میں رہوں اور بقیہ زندگی حضرتؒ کے زیر سایہ بسر کروں۔ وقتاً فوقتاً بذریعہ خط و کتابت اپنے محبوب استاذ سے اس کا اظہار و طلب مشورہ بھی فرمایا کرتے۔ اسی طرح تعلیمی خدمات انجام دینے سے متعلق بھی تو حضرت شیخ بنوریؒ نے فرمایا میرے ہاں آکر تعلیمی خدمات سرانجام دیں لیکن اہالیان رحیم یار خان نے رحیم یار خان کو مسکن بنانے اور یہاں پر ہی دینی خدمات سرانجام دینے پر مجبور کر دیا۔ بالآخر اس کا اظہار بھی اپنے شیخ سے کیا تو حضرت شیخ بنوریؒ نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت حامد حصاریؒ کی درخواست پر تشریف لاکر ''جامعہ معارف اسلامیہ'' کے نام سے موسوم مدرسہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا جو بحمداللہ آج بھی ''حضرت حامد حصاریؒ'' کی یادگار اور صدقہ جاریہ کی حیثیت سے دورۂ حدیث شریف تک تشنگان علوم کو سیراب کر رہا ہے۔ یہاں کے فضلاء، حفاظ و قراء مقامات مختلفہ میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ''جامعہ معارف اسلامیہ'' کا اہتمام پہلے تو بذات خود سنبھالے رکھا۔ پھر اپنے تلمیذ ارشد حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مدظلہ کے سپرد کر دیا اور خود تادم زیست ادارہ مذکورہ میں تدریسی فرائض بحیثیت شیخ التفسیر و شیخ الحدیث انجام دیتے ہیں۔

تصانیف: یوں تو چھوٹی بڑی مطبوعہ وغیرہ بہت سی تصانیف ہیں چند کتب مشہورہ کے نام دیے جاتے ہیں جو حضرت کے علوم و معارف اور حضرت کے ادیب و مؤرخ ہونے کا عظیم شاہکار ہیں جنہیں پڑھ کر قارئین بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں:

۱...... اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع۔ ۲...... خلیفۃ النبی الامام المظلوم سیدنا عثمان ذوالنورینؓ۔ ۳...... امہات المؤمنین اور مودودی کے الزامات۔ ۴...... سیدنا معاویہؓ۔ ۵...... ظہور مہدی اور فتنہ دجال۔ ۶...... ابوالاعلیٰ مودودی اور اسلامی نظام۔ ۷...... کیا اسلام ایک تحریک ہے؟ ۸...... دہشت گردی وغیرہ۔

ذوق شاعری

حضرت حامد حصاریؒ جامع الصفات بزرگ تھے۔ جہاں شیخ التفسیر والحدیث تھے تو ادھر اپنے سینے میں عشق کی آگ سے جلی ہوئی راکھ میں دبی چنگاریاں بھی رکھتے تھے جو اندر ہی اندر اللہ اور اس کے رسول a اور اصحاب محمد a کے عشق کی آگ میں حروف پکا کر نظم کی سلک میں پرو کر سینۂ قرطاس پر رکھ دیتی تھیں۔ حضرتؒ نے انہیں بھی اپنے محبین سے نہ چھپایا منظر عام پر لا کے رکھ دیا جو حضرت کی ذوق شاعری کا بیّن ثبوت ہیں۔ یہ ''نظر الدرر'' دو حصوں میں چھپی: ۱...... آبشار لہو۔ ۲...... جہان شجاعت کے شاہکار ان دونوں کتابچوں سے آپ بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ حضرت حصاریؒ کو اللہ اور اس کے رسول a سے کتنا عشق تھا اور خلق خدا کی ہمدردی حضرتؒ کے سینے میں کتنی بھری ہوئی تھی۔ زندگی کی آخری نظم میں فرماتے ہیں:

محمد کی محبت میں تین ہوں دیوانہ دیوانہ
مزے لیتا ہوں جنت کے سرورانہ سرورانہ

خصائل

پنجگانہ نماز کا اہتمام فرماتے، تہجد پابندی سے پڑھتے، آرام کے علاوہ مطالعہ وتصنیف میں مشغول رہتے، خواص وعوام اپنی مشکلات لاتے تو چٹکی میں حل فرمائیے۔ صابر وشاکر، خلاق ومتواضع، جود وسخا کا پیکر، معتدل المزاج، مجسمۂ صدق وصفاء، اپنوں بیگانوں سب کو دونوں آنکھوں کی طرح رکھتے۔ اپنی برادری وخاندان کو تسبیح کے دانوں کی طرح پرو کے رکھا ہوا تھا۔ ان کے تنازعات اپنے خاص انداز میں یوں ختم کرتے کہ فریقین میں سے ہر ایک کا طرفدار بن کر ہر ایک سے خود معافی مانگتے اور صلح وصفائی کرا دیتے اور اپنی یہ حالت تھی کہ بذات خود فرماتے کہ میں نے اپنی دانست میں کسی کو کوئی دکھتی چبھتی بات نہیں کہی بس کیا کہوں؟ حضرتؒ تو منفرد طبیعت کے مالک تھے۔

اولاد: حضرت حامد حصاریؒ اپنے پیچھے پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑ کر راہی آخرت ہوئے۔

وفات: پہلے تو ضلع رحیم یارخان کے متعدد دینی اداروں (بنین وبنات) میں اپنے ادارہ کے علاوہ پڑھاتے رہے آخر میں صرف دو اداروں میں تعلیمی مصروفیت رکھی۔

۱...... جامعہ معارف اسلامیہ میاں ٹاؤن رحیم یارخان میں بخاری شریف ج۲ کا درس۔

۲...... جامعہ خالد بن ولید ٹھیکی میں ہر مہینے کے آخری عشرے میں تشریف لے جاتے اور بخاری شریف ج۱ اور مشکوٰۃ پڑھاتے اس کے علاوہ جب گھر میں ہوتے تو رحیم یارخان کے چک ۲۷/این پی کی جامع مسجد عمر فاروقؓ میں درس قرآن دیا کرتے۔ یہ معمول ایسا مستحکم تھا کہ عین وفات کے دن بھی بعد نماز فجر درس دیا جس میں سیرت سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کو مکمل فرمایا اور یہ فرمایا آج جامعہ خالد بن ولیدؓ جانا ہے۔ زندگی رہی تو اس سے آگے پھر بیان ہوگا۔

راقم الحروف نے حضرت کے صاحبزادہ مولانا محمد اسامہ حامد سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ڈائیو کا ٹکٹ تھا۔ بوقت مقررہ اڈے پر پہنچے تو یکایک سینے میں درد اٹھا۔ فرمایا گولی لیتا ہوں آرام ہونے پر سفر کروں گا۔ گھر آئے تو طبیعت بہت سنبھل گئی ہے۔ فرمایا ڈاکٹر اور گولی کی ضرورت نہیں۔ بس باتوں باتوں میں ہی ہنستے مسکراتے ہوئے آرام فرما ہوگئے۔ ہاتھ پاؤں خود ہی ٹھیک کر لئے۔ آخری بات یہ فرمائی کہ خود بھی نماز کی پابندی کرنا اور بچوں وبچیوں سے بھی کرانا، سستی کبھی نہ کرنا۔ بس یہ فرما کر کلمہ پڑھتے ہوئے اپنے پیارے خلق سے جا ملے: ’’انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمّی‘‘

علی پور میں ایک قادیانی گھرانے کا قبول اسلام

علی پور شہر کے رہائشی سابقہ قادیانی محمد داؤد نے اپنے تمام اہل وعیال پر مشتمل ۹/افراد کے ایک گھرانے سمیت قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔

مولانا بشیر حامد حصاری c کا سانحہ ارتحال!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ بندہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوا اور بندہ کی پہلی تقرری رحیم یار خان ہوئی۔ رحیم یار خان میں جن شخصیات سے زیادہ متاثر ہوا ان میں مرد درویش حضرت مولانا غلام ربانیؒ، حضرت مولانا بشیر حامد حصاریؒ، حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمن انگویؒ، قاری حماد اللہ شفیقؒ سرفہرست تھے۔

حضرت مولانا بشیر احمد حصاریؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے اولین شاگردوں میں سے تھے۔ کچھ عرصہ مودودی صاحب کے گرویدہ رہے۔ جب مودودی نظریات کو اسلاف کے طرز عمل سے ہٹ کر پایا اور ان کے بے باک قلم سے بڑے بڑوں کی پگڑی اچھلتی ہوئی دیکھی تو مودودی نظریات سے تائب ہوکر ان کے تعاقب میں لگ گئے۔ وسیع المطالعہ انسان تھے۔ رحیم یار خان میں مختلف مقامات پر درس قرآن وحدیث کا اجراء کیا ہوا تھا۔ جس میں دور دراز سے احباب شرکت فرماتے اور اپنے عقائد واعمال کو جلا بخشتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہر تین سال کے بعد ممبر سازی ہوتی ہے۔ تو میرے دور میں ممبر سازی کے نتیجہ میں جو تشکیل ہوئی اس میں مولانا حامد امیر اور حافظ محمد الیاس ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ اگلی ممبر سازی کے بعد مولانا قاضی عزیز الرحمن انگویؒ امیر چنے گئے۔ بہاول پور ہر سال رمضان المبارک میں پہلے سولہ دن مجلس کے زیر اہتمام جامع مسجد الصادق میں صبح کی نماز کے بعد درس ہوتا ہے۔ مولانا مرحوم اس کے لئے تشریف لاتے اور فاضلانہ خطاب فرماتے۔ گزشتہ سال (۱۴۳۴ھ) میں بندہ جامعہ خالد بن ولیدؓ غلہ منڈی کالونی وہاڑی گیا تو دیکھا کہ مولانا مرحوم بخاری شریف پڑھا رہے ہیں۔ بندہ کو خوشگوار حیرت ہوئی تو استفسار پر فرمایا کہ ہر ماہ ایک ہفتہ یہاں آکر بخاری شریف کا درس دیتا ہوں۔ چند منٹ سبق موقوف کر کے حال واحوال پوچھتے رہے اور جماعتی کارکردگی پر خوش ہوتے رہے۔ رحیم یار خان میں مجلس کا باقاعدہ ملکیتی دفتر بنا تو مولانا مرحوم نے بارہا ماہانہ درس دیا۔ مجلس کے بزرگوں حضرت شاہ جیؒ، قاضی صاحبؒ، مولانا جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت بنوریؒ کے تو شاگرد رشید تھے۔

مولانا حافظ احمد بخشؒ کے دور میں اپنی لائبریری کی اردو زبان میں کتابیں کافی تعداد میں دفتر کی لائبریری کے لئے ہدیہ کیں۔ جامعہ معارف اسلامیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا جو بعد میں مولانا شبیر احمد فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے سپرد کر دیا اور خود دوسرے دینی کاموں میں مصروف ہوگئے۔

۲۷؍اکتوبر ۲۰۱۳ء کو انتقال فرمایا۔ اگلے روز ۲۸؍اکتوبر کو پونے دس بجے نئی غلہ منڈی بہادر پور روڈ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض حضرت مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کی سیآت سے درگزر فرماکر اپنے شایان شان معاملہ فرمائیں۔ آمین!

فتنہ کادیانیت اور اسلامی اصطلاحات!

قسط نمبر:2 مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند!

باب اوّل: قادیانیت یا کادیانیت......اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی مہدویت

کادیان کی تاریخ

قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کا ایک گاؤں ہے جو ترقی کر کے اب ایک چھوٹے سے قصبہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مرزا غلام احمد اسی گاؤں میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا، یہ تاریخ پیدائش خود اسی کی لکھی ہوئی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''کتاب البریہ خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۲۔ اپنی لکھی ہوئی اِس تاریخ ولادت کی مرزا کادیانی نے کبھی تردید نہیں کی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں یہی گاؤں مرزا کا مرگھٹ بھی بنا۔

رائے کالی رائے صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ڈپٹی کلکٹر نے ''سیر پنجاب'' مؤلفہ ۱۸۴۲ء میں سرکاری طور پر پنجاب کے تمام اہم مقامات کی تاریخ مع وجہ تسمیہ لکھی ہے اس میں تفصیل سے لاہور، بٹالہ، گورداسپور، امرتسر وغیرہ کا ذکر تو ملتا ہے لیکن ''قادیان'' نامی کسی گاؤں کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس گاؤں کی نہ کوئی تاریخ ہے اور نہ ہی کوئی تاریخی گاؤں ہے اگر ایسا کچھ ہوتا تو سرکاری یا غیر سرکاری طور پر مرتب ہونے والی قدیم تواریخ میں اس کا ذکر ضرور ملتا۔ مغلیہ سلطنت ختم ہونے کے بعد انگریزوں کے دور میں بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ گورداسپور ضلع میں ''قادیان'' نام کے چھوٹے چھوٹے کئی گاؤں پائے جاتے ہیں لیکن اُن میں کوئی بھی قابل ذکر نہیں اور نہ کسی سے کوئی تاریخ وابستہ ہے۔ اسی طرح مسٹر گریفن کی مرتبہ تاریخ ''رؤسان پنجاب'' سے بھی مرزا کادیانی کے خاندان کا انگریزوں کا وفادار ہونا اور ہندوستان اور مسلمانوں کا غدار ہونا تو ثابت ہوتا ہے لیکن لفظ کادیان کے بارے میں کوئی یقینی رہنمائی نہیں ملتی۔ انگریزوں نے اس بات پر مرزا کے باپ کی خوب تعریف کی ہے کہ اس نے انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کے ساتھ غداری کی اور آزادی کے متوالوں کو نہایت بے دردی سے تہہ تیغ کیا۔

مرزا کادیانی نے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کا ڈھونگ رچانے کے بعد اس کی اہمیت جتلانے کے لئے اپنے باپ دادا کی جانب منسوب کر کے خود ہی ایک لمبی چوڑی تاریخ بنائی جس میں اس نے اس گاؤں کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے کہ اس کا اصل نام ''اسلام پور'' تھا۔ چونکہ اس علاقے میں بھینسیں زیادہ پالی جاتی تھیں اس وجہ سے اس کا نام ''ماجھی'' پڑ گیا پھر ''قاضی ماجھی'' نام پڑا، پھر بگڑتے بگڑتے قادی اور قادیاں بن گیا، وغیرہ وغیرہ۔ (ملخص کتاب البریہ خزائن جلد ۱۳ ص ۱۶۲)

گویا تاریخ کا یہ ایک ایسا بد نصیب اور ناپاک و پلید گاؤں ہے جس میں اسلام، پورا بگڑ کر قادیاں بن گیا یعنی (نعوذ باللہ) اسلام کی شکل ہی مسخ ہو گئی۔ اس اعتبار سے یہ تاریخ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ کادیان انگریزی حکومت میں

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر جاسوسوں کا اڈہ اور اسلام دشمن عناصر کا گڑھ رہا ہے جیسا کہ آج بھی ہے لیکن چوں کہ مرزا کادیانی کے بیان کردہ کہانی کی تصدیق کسی قدیم مستند تاریخی کتاب میں ہمیں نہیں ملی لہٰذا مرزا کادیانی کے بیان پر اعتماد کرنے کی کوئی وجہ نہیں دکھائی دیتی۔ ہاں چوں کہ بارہا اس کی بیان کردہ دیگر تواریخ میں جھوٹ اور غلط بیانی پائی گئی ہے اس وجہ سے اس پر اعتماد نہ کرنا ہی مناسب فیصلہ ہوگا۔ مرزا نے بھی مرزائیوں کو اسی بات کی نصیحت کی ہے کہ ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا“ (چشمہ معرفت خزائن جلد ۲۳ ص ۲۳۱)

کادیان کی اصلیت اور وجہ تحقیق

قادیان نامی گاؤں کی تاریخی اصلیت کیا ہے؟ اور اس کے اصل حروف کیا ہیں؟ چھوٹی کاف سے ”کادیان“ لکھا پڑھا جائے یا بڑی قاف سے ”قادیان“ لکھا جائے اس سے کسی کو غرض ہی کیا تھی؟ نہ معلوم کتنے گاؤں کے نام بدلتے بگڑتے رہتے ہیں اور جب کسی گاؤں یا شہر کے نام بدلنے یا بگڑنے سے کسی کے مذہب یا عقیدے میں کوئی فرق نہ آتا ہو تو اس تبدیلی کو موضوع بحث بنانا ایک بے سود کام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس تبدیلی کا تعلق کسی خاص عقیدے سے ہو اور مذہب سے یہ معاملہ جڑ جاتا ہو تو پھر اس کی تحقیق کی اہمیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟۔ اور اگر یہ تبدیلی کسی خاص دعوے کا مرکز ومحور ہو تو پھر تو اس کی مکمل تحقیق کر کے مدعی کے صدق وکذب کو واضح کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

یہی معاملہ لفظ ”قادیان“ اور مرزا کادیانی کے دعوئ مہدویت کا ہے۔ جب تک مرزا نے اس کو اپنی جھوٹی مہدویت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا تھا تو کسی کو اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں تھی، لیکن جب ۱۸۹۶ء میں اُس نے اپنے دعوئ مہدویت کے ثبوت میں اس بات کا انکشاف کیا کہ چودہ سو سال پہلے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کادیان نامی گاؤں کا نام لے کر پیشین گوئی فرمائی ہے کہ اس گاؤں میں مہدی پیدا ہوگا اور نہ صرف یہ کہ اس کو نبی a کی جانب منسوب کیا بلکہ اس خود ساختہ دلیل کو اپنے دعوئ مہدویت کا ایک بڑا ثبوت قرار دیا تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس لفظ کی تحقیق کر کے مرزائی دجل وفریب کا پردہ چاک کیا جائے اور مرزا کادیانی نے جو ایک من گھڑت قصہ بنا کر ”حدیث شریف“ باور کرانا چاہا ہے عوام کو اس مغالطے سے محفوظ رکھا جائے۔

مرزائی دعویٰ اور اس کی تاریخ

مضحکہ خیز بات تو یہ ہے کہ مرزا کادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ اس سے بہت پہلے ۱۸۹۱ء میں پیش کر دیا تھا لیکن اس دلیل کی خبر اُسے دعوئ کے کئی سال بعد ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ اس طویل مدت میں فرشتوں کے نام پر اس کے پاس آنے والے نہ شیاطین نے کچھ مرزا کو بتایا اور نہ ہی اسکی ملہمیت کام آئی؛ بیٹھے بٹھائے اچانک ایک دن اسے ایک ایسی مجہول کتاب ہاتھ لگی جس کی خبر چودہ سو سال تک میں کسی محدث مفسر کو نہ ہوئی تھی، اس نامعلوم کتاب کے حوالے سے مرزا کادیانی کے مہدی ہونے کی دلیل خود اسی کے قلم سے پڑھیے:

”شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں“ دراربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی a

یخرج المهدی من قریة یقال لها کدعه ...... یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے، یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج۱۱ص۳۲۵، مؤلفہ ۱۸۹۶ء)

مرزا کادیانی مسلسل اپنے اس خود ساختہ دلیل کو قوی دلیل منوانے کی فکر میں لگا رہا اور کئی صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن علماء اسلام نے اس جانب کوئی خاص توجہ اس لئے نہیں دی کہ ان کے سامنے مرزا کے اس سے زیادہ اہم دعاوی پہلے سے تھے جو قابل گرفت تھے۔ چنانچہ میدان خالی سمجھ کر جو بات "جواہر الاسرار اور اربعین" نامی مجہول کتاب کے حوالہ سے اب تک تھی، مرزا نے جنوری ۱۸۹۸ء کی اپنی ایک تصنیف "کتاب البریہ" میں اس کو براہ راست احادیث صحیحہ کی صف میں شامل کردیا اور حدیث صحیح کا ڈھونس جما کر مستند ترین بنا دیا۔ ملاحظہ فرمائیے اس میں لکھتا ہے:

"ایسا ہی احادیث صحیحہ میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جس کا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ لفظ کدعہ دراصل قادیاں کے لفظ کا مخفف ہے۔"

(کتاب البریہ خزائن ج۱۳ص۲۶۰، بتالیف ۱۸۹۸ء)

ناظرین! آپ نے دونوں عبارتوں کو بغور پڑھ لیا ہوگا کہ انگریزی دلال کن کن حوالہ سازیوں اور حیلہ بازیوں سے مہدی کے منصب پر براجمان ہونے کی فکر میں ہے۔ مرزا کی ان شاطرانہ چالوں کے پیش نظر ظاہر ہے کہ علماء پر اب مسلمانوں کو مرزائیت کی گمراہی سے بچانے کے لئے لفظ "کدعہ اور قادیان" کی تحقیق مجبوری بن جاتی ہے تاکہ مرزا کے جھوٹے دعویٰ کو طشت ازبام کیا جاسکے۔

لطیفہ: معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قادیان کے تمام باشندے مرزا کادیانی کے نزدیک ناپاک و پلید اور خبیث الطبع ہیں جیسا کہ خود مرزا نے اپنی ایک کتاب "ازالۃ الاوہام" میں لکھا ہے اسی طرح لفظ قادیان کا ہر ہر حرف بھی منحوس و پلید ہے۔ ورنہ مرزائی بتائیں کہ لفظ "قادیان" میں کونسا ایسا عجمی حرف ہے جس کو بدلنے اور اس کی تعریب کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ اور کس نے یہ تعریب کی؟۔ اور پھر تعریب میں "ق" کو چھوٹی کاف سے بدلنے اور "ع، ہ" کا اضافہ کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی اور کس قاعدے کے تحت یہ سب کچھ کیا گیا؟۔ افسوس کہ مرزا کادیانی نے اپنی زندگی میں اس کی وضاحت نہیں کی اور مرزائی آج اس عقدہ کا کیا حل نکالیں گے، دیدہ باید۔ شاید یہی وجہ ہو کہ مرزا کی نعش کو کادیان کی زمین میں چھوڑ کر مرزائی لندن کی رہائش کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

ایمان کا تقاضا!

جس طرح صحابہ کرامؓ کی ذوات مقدسہ سے محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اسی طرح اہل بیتؓ عظام کی ذوات مطہرہ سے محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے۔ اہل بیتؓ کو آنحضرت ﷺ سے دوہرے تعلق کا شرف حاصل ہے۔ جس طرح اہل بیتؓ سے محبت کی آڑ میں صحابہ کرامؓ پر تبرا بازی ایمان سے امان اٹھا دیتی ہے اس طرح صحابہ کرامؓ سے محبت کی آڑ میں اہل بیتؓ کی عداوت بھی جہنم پہنچا دیتی ہے۔ صحابہ کے دشمن اگر رافضی ہیں تو اہل بیتؓ عظام کے دشمن ناصبی ہیں۔ ان دونوں طبقات سے اظہار نفرت ایمان کا تقاضا ہے۔ (شیخ الاسلام سید محمد یوسف بنوریؒ)

قادیانیت کی مختصر تاریخ!

قسط نمبر:3

ارشد سراج الدین!

قادیانیت کے عملی نتائج، ایک تاریخی جائزہ

مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت پر اس طرح بھی غور کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے عوام اور ملت اسلامیہ کے سامنے کیا لائحہ عمل رکھا، زمانے کے مسائل کے حل کے لئے کیا نئی آگہی بخشی اور سیرت وعمل کے اعتبار سے کیا بلند نمونہ چھوڑا؟ حقیقت پسندی (Realism) اور نتائجیت (Pragmatism) کی اس میزان پر پرکھنے کے لئے ہمیں انیسویں صدی کے عالم اسلام اور مسلم ہندوستان کی طرف پلٹنا ہوگا۔

انیسویں صدی کا سب سے بڑا واقعہ جسے کوئی مؤرخ نظر انداز نہیں کر سکتا، یورپ کا عالم اسلام اور ہندوستان پر قبضہ ہے۔ مغرب کے سیاسی تسلط اور مادی تہذیب نے جن اجتماعی مسائل کو جنم دیا تھا۔ انہیں صرف طاقتور ایمان، یقین، وسیع علم اور اعتماد واستقامت ہی سے حل کیا جاسکتا تھا۔ اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طاقتور علمی وروحانی شخصیت کی ضرورت تھی جو عالم اسلام میں روح جہاد اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کردے، جو اپنی ایمانی قوت اور علمی صلاحیت سے دین میں ادنیٰ تحریف وترمیم کئے بغیر اسلام کے ابدی پیغام اور روح عصر (Zeitgeist) کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر سکے۔ دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی واخلاقی کمزوریوں کا شکار تھا۔ بدعات اور مشرکانہ رسوم عام تھیں، توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورتحال ایک ایسے دینی مصلح (Reformer) اور داعی کا تقاضا کررہی تھی جو ان جاہلانہ رسوم کا مقابلہ کرتا اور پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید وسنت کی خالص دعوت کا نعرہ بلند کرتا۔ اس وقت عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عمل صالح کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت اور دین ودنیا میں فلاح وسعادت کا وعدہ فرمایا ہے۔

انیسویں صدی کے پنجاب میں جنم لینے والے اس ''پیغمبر'' کی تعلیمات اپنے دور کے انسان کی اجتماعی مشکلات اور ان کے حل سے مکمل بیگانہ نظر آتی ہیں۔ سیاسی، معاشی، سماجی اور فلسفیانہ سطح پر بنی نوع انسان عمومی طور پر اور ملت اسلامیہ خصوصی طور پر بہت سے مسائل کا شکار تھی۔ ان مسائل کا حل ہی مسلمانوں میں تجدید واصلاح اور ایک معیاری فرد اور مثالی معاشرے کے قیام کا باعث بن سکتا تھا۔

ایک ایسے نازک وقت میں عالم اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں، جو ذہنی وسیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ وہ عالم اسلام کے حقیقی مسائل ومشکلات اور وقت کے اصلاحی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں، علم وقلم کی طاقت ایک ہی مسئلے پر مرکوز کردیتے ہیں۔ وہ مسئلہ کیا ہے؟ ''وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ'' اس مسئلے سے جو کچھ وقت بچتا

ہے، وہ جہاد کی تنسیخ اور حکومت وقت کی وفاداری کی نذر ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ۲۵ سالہ علمی زندگی اور جدوجہد کا مرکزی مسئلہ اور مخالفین سے اس سلسلہ کی معرکہ آرائی ہے۔ حیات مسیح، نزول مسیح اور ان کے دعاوی سے پیدا ہونے والے مباحث نے مسلمانوں کے اجتماعی مسائل حل کرنے کی بجائے مسلم معاشرے میں ذہنی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش شروع کر دی۔ وہ اگر کسی چیز میں کامیاب کہے جاسکتے ہیں تو صرف اس میں انہوں نے اپنے خاندان اور ورثاء کے لئے سر آغا خاں کے اسلاف کی طرح ایک مذہبی ریاست پیدا کر دی، جس کے اندر ان کو مادی عیش وعشرت اور قوت حاصل ہے۔

قادیانیت، اسلامی نقطۂ نگاہ سے

اسلام کسی نسل اور ذات برادری کا نام نہیں ہے اور ہندو مذہب کی طرح کچھ معاشرتی رسوم یا کسی خاص طرز عبادت سے وابستگی کا نام بھی اسلام نہیں، جس میں عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہندو مذہب سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ویدوں کو مقدس الہامی کتاب ماننے والے بھی ہندو ہیں اور اس کا انکار کرنے والے بھی ہندو۔ مورتی پوجا کرنے والے سناتن دھرمی بھی ہندو ہیں اور مورتی پوجا کا کھنڈن کرنے والے آریہ سماج بھی ہندو۔ ایشور اور خدا کو ماننے والے بھی ہندو ہیں اور اس کے قطعی منکر بھی ہندو۔ جواہر لال نہرو اسی لئے کہا کرتا تھا کہ ہندو مذہب بھی عجیب ہے، اس سے کسی طرح پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ میں خدا کو نہ مانوں جب بھی ہندو ہوں، کسی مذہب کو نہ مانوں جب بھی ہندو ہوں۔ الغرض اسلام اس طرح کا کوئی مذہب اور دھرم نہیں ہے بلکہ مسلمان ہونے کے لئے کچھ متعین عقائد اور ہدایات کا قبول کرنا اور ان کو برحق ماننا ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، اگرچہ وہ پیغمبر کی اولاد ہو۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایسی چیز کا منکر نہ ہو جس کے بارے میں ناقابل شک، یقینی اور قطعی طریقہ سے اور مسلسل تواتر سے ثابت اور معلوم ہو چکا ہو اور امت کے عوام تک کو معلوم ہو کہ رسول اکرم a نے اس کی تعلیم امت کو کر دی ہے۔ خاص اصطلاح میں ایسی چیزوں کو ''ضروریات دین'' کہا جاتا ہے۔ مثلاً یہ بات کہ اللہ ہی وحدہ لاشریک معبود اور یہ کہ حضرت محمد a اس کے رسول ہیں اور قیامت و آخرت برحق ہے اور قرآن پاک اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہدایت ہے اور پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے بارے میں ہر وہ شخص جس کو اسلام اور رسول اللہ a کے متعلق کچھ بھی علم ہے۔ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ آپ a نے ان باتوں کی امت کو تعلیم دی تھی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے تو مسلمان ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی کسی بات کا انکار نہ کرے۔ کیونکہ ایسی ایک بات کا انکار یا اس کے بالکل نئے معنی تراشنا بھی بلاشبہ رسول کریم a کی تعلیم وہدایت کا انکار ہے۔ جس کے بعد اسلام سے رشتہ کٹ جاتا ہے۔

نئے معنی تراشنے کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ میں لا الٰہ الا اللہ کو مانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہی ہے۔ لیکن لوگوں نے جانا نہیں، وہ میں خود ہوں، میں نے ظلی طور پر اب اس شکل وصورت میں ظہور کیا ہے۔ (جاری ہے)

ہفتہ وار ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کی بابت ضروری عرض!

مولانا اللہ وسایا!

جناب مولانا شوکت اللہ صاحب کبھی اپنے نام کے آخر پر ’’القہار‘‘ کا بھی لاحقہ استعمال کرتے اور اکثر اپنے نام سے قبل ’’مجدد السنہ مشرقیہ‘‘ لگایا کرتے تھے۔ آپ ہفتہ وار رسالہ ’’شحنہ ہند‘‘ میرٹھ سے شائع کیا کرتے تھے۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۴ء تک چار سال مسلسل شحنہ ہند کا ضمیمہ ہر ہفتہ شائع کیا کرتے تھے جو ہر ماہ کی ا...... ۸...... ۱۶...... ۲۴ تاریخوں کو شائع ہوتا تھا۔ سال کے آخر پر ضمیمہ کی پوری فائل تیار ہو جاتی تھی جو ۴۸ رسائل پر مشتمل ہوتی تھی۔ ضمیمہ شحنہ ہند کے عموماً آٹھ صفحے شائع ہوتے تھے۔ کبھی شاذ ونادر چار صفحے بھی شائع کرتے تھے۔ یہ ضمیمہ ردقادیانیت کے لئے وقف تھا۔ اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا صراحت سے دعویٰ بھی ۱۹۰۱ء میں کیا۔ جس زمانہ میں گویا مرزا ملعون کے دعویٰ جنون کا عروج تھا جو حضرات اس کی تردید کے لئے اس وقت میدان میں اترے یا یہ کہ جنہیں قدرت حق میدان میں اتار لائی۔ ان میں مولانا شوکت اللہ صاحب بھی تھے۔ آپ بیک وقت چار مختلف رسالے شائع کرتے تھے۔ کتنی متحرک وفعال شخصیت ہوگی۔ جن کی مصروفیات کا یہ عالم تھا۔ آپ نے ہفتہ وار شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ کو ردقادیانیت بالفاظ دیگر مرزا قادیانی کے تعاقب کے لئے مختص کر دیا۔ اب جب کہ فقیر ایک سال کی شبانہ روز مصروفیت یعنی ’’قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ‘‘ سے فارغ ہوا تو قریباً سال بھر سے رکا ہوا یہ کام سامنے آیا۔ سامنے نہیں آیا بلکہ جنون کی طرح سر پر سوار ہو گیا۔ چنانچہ اسے اب شروع کرتا ہوں۔ احتساب قادیانیت کی اس وقت تک ۵۳ جلدیں بحمدہ وبشکرہ تعالیٰ شائع ہوگئی ہیں۔ مزید کام جاری ہے۔ یہ اب جو کام شروع کر رہا ہوں یہ بھی احتساب قادیانیت کے تسلسل کا حصہ ہوگا۔

اہل حدیث مکتب فکر کے جوان سال عالم دین جناب محترم محمد سہیل آف بورے والا جو ہمارے مخدوم مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کے پوتے ہیں یہ مولانا گورداسپوریؒ، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہمراہ قادیان سے پاکستان تک ردقادیانیت کے لئے عمر بھر متحرک رہے۔ اب ان کے صاحبزادہ ڈاکٹر بہاء الدین اور ان کے صاحبزادہ محمد سہیل صاحب اس میدان کارزار میں سرگرم عمل ہیں۔ گویا ان کی تیسری نسل اس کام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ برادر سہیل صاحب نے عرصہ ہوا کہ ای میل سے شحنہ ہند کی دو سالوں کے دو فائل ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء کے بھجوائے۔ فقیر نے سہیل صاحب سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد میں اہل حدیث رہنما حضرت مولانا اشرف جاوید کے پاس یہ فائل موجود ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کھرڑیانوالہ کے رہنما حضرت مولانا محمد فاروق صاحب کے ذریعہ ان سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ آجائیں۔ میرے پاس جو فائل ہیں ان سے ان فائلوں کا جو آپ کو ای میل سے ملی ہیں موازنہ کر لیں۔ فقیر کے لئے یہ بہت بڑا ہر یک تھرو تھا۔ مگر قومی اسمبلی کی کارروائی کی اشاعت میں اتنا منہمک ہوا

کہ کئی ماہ مولانا محمد فاروق، مولانا اشرف جاوید سے رابطہ بھی نہ کیا۔ اب قومی اسمبلی والی کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل شائع ہوگئی تو فقیر کی چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے لئے اس حلقہ میں ڈیوٹی تھی۔ ملتان سے ڈائیو کے ذریعہ دفتر کے کمپیوٹر سے دو فائلوں کے پرنٹ منگوائے۔ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب غازی مبلغ فیصل آباد کے ہمراہ کھرڑیانوالہ کی اڑان بھری۔ مولانا اشرف جاوید نے شحنہ ہند کی دو سال کی فائلوں کا جو مسودہ ان کے پاس تھا وہ مجھے عنایت فرمایا کہ آپ اس سے اپنے مسودہ کا تقابل کریں۔ جب تک چاہیں ان فائلوں سے استفادہ کریں۔ فراغت کے بعد مجھے واپس بھجوادیں۔ شادمان وفرحان مسودہ لے کر چناب نگر آیا۔

ضرورت ہے

اب اس کو دیکھنا شروع کیا تو چار سالوں کی فائلوں میں سے پہلے دو سالوں کی فائلیں سرے سے ان میں شامل نہیں۔ گویا ۱۹۰۱ء، ۱۹۰۲ء ہفتہ وار شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ کی ان دو سالوں کی مکمل فائلیں درکار ہیں۔ جن کے پاس ہوں مطلع فرمائیں تاکہ ان کو شائع کر سکیں۔ اس طرح ۱۹۰۳ء کی جو فائل ملی اس کا یکم تا ۸؍جنوری کا شمارہ نمبر۱، ۲ کا ص ۱، ۲ شارٹ ہے۔ ۱۶؍جنوری ۱۹۰۳ء کا شمارہ نمبر۳ شارٹ ہے۔ ۸؍فروری ۱۹۰۳ء شمارہ نمبر۶ کا ص ۱۸ اور شمارہ نمبر۷ کا ص ۱ شارٹ ہے۔ متذکرہ صفحات مل جائیں تو ۱۹۰۳ء کی فائل مکمل ہوسکتی ہے۔ ۱۹۰۴ء کی فائل کے یکم؍جنوری ۱۹۰۴ء سے یکم؍اپریل ۱۹۰۴ء کے شمارہ جات نمبر۱ تا نمبر۱۳ مکمل شارٹ ہیں جو درکار ہیں باقی اس کا مکمل فائل بحمدہ تعالیٰ موجود ہے۔ شحنہ ہند میرٹھ کے جو فائل یا جو شمارہ جات یا جو صفحات شارٹ ہیں وہ مل جائیں تو چار سالوں کے مکمل فائل احتساب قادیانیت میں شائع کردیے جائیں۔

جامعہ سلفیہ لاہور روڈ فیصل آباد میں سنا ہے کہ ریکارڈ ہے۔ بہرحال جن دوستوں تک یہ صدائے بےنوا پہنچے اور وہ اس علمی تعاون میں کوئی سی بھی مدد کر سکتے ہوں ممنون احسان فرمائیں۔ کام بہت ہے۔ زندگی تھوڑی ہے۔ دیر نہ فرمائی جائے۔ امید ہے کہ فقیر کی یہ صدائے گدا خالی نہ جائے گی۔ حق تعالیٰ ضرور مدد فرمائیں۔ انشاء اللہ!

گمراہی کے داعی!

شاہ ولی اللہؒ ’’حجۃ اللہ البالغۃ‘‘ کے ’’مبحث فتن‘‘ میں حدیث ’’ثم ینشا دعاۃ الضلال ‘‘ ﴿کہ پھر گمراہی کی طرف دعوت دینے والے پیدا ہوں گے۔﴾ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’ودعلۃ الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق ‘‘ اور ضلالت کے داعی شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے۔ اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں: ’’ومن القرون الفاضلۃ اتفاقا من ہو منافق او فاسق ومنہا الحجاج ویزید ومختار ‘‘ اور ’’قرونِ فاضلہ‘‘ یعنی ان صدیوں میں بھی کہ جن کی فضیلت حدیث میں وارد ہے۔ بالاتفاق ایسے لوگ موجود تھے کہ جو منافق یا فاسق تھے اور ان ہی میں حجاج اور یزید اور مختار کا شمار ہے۔ آپ ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق پڑھ جایئے۔ یزید کے عہد نحوست مہد میں میدان کربلا ہو یا جنگ حرہ، حرم الٰہی کا محاصرہ ہو یا حرم نبوی پر چڑھائی۔ ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

خطبات چشتی ج ۵: مؤلف: مولانا عبدالرؤف چشتی، دیوبندی اوکاڑوی: صفحات: ۶۰۸: قیمت: درج نہیں: ناشر و ملنے کا پتہ: جامعہ مدینۃ العلم چشتیہ رفیع کالونی گلی نمبر۱ نزد رفیع ملز محمد پورہ روڈ اوکاڑہ شہر!

زیر نظر کتاب خطبات چشتی کی پانچویں جلد ہے۔ یہ جلد صرف ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی حیات مقدسہ پر مولانا عبدالرؤف چشتی کے بیس خطبات پر مشتمل ہے۔ مولانا عبدالرؤف کو اللہ رب العزت ڈھیروں برکات سے نوازیں۔ آپ نے چھ صد صفحات پر سیدہ عائشہؓ کی حیات مقدسہ کے تمام پہلوؤں کو ایسے طور پر خوب اجاگر کیا ہے کہ کوئی تشنگی نہیں رہنے دی گئی۔ یوں تو یہ خطبات چشتی کی جلد ہے۔ مگر دراصل سیدہ عائشہؓ کی مکمل حیات وخدمات پر یہ مستقل تصنیف قرار دی جاسکتی ہے۔ حق تعالیٰ نے مولانا سے وہ کام لیا ہے جو ایک انجمن کے کرنے کا تھا۔ فرد واحد سے یہ عظیم کام محض توفیق ایزدی کا کرشمہ ہے۔ خوشی ہے کہ مولانا نے اپنی زندگی کے شب و روز کو ایک مقصد کے لئے وقف کر رکھا ہے اور یہ وہ خوش بختی ہے جو ایک عالم دین کو عالم ربانی کے منصب پر فائز کر دیتی ہے۔ بڑھئے اور آگے بڑھئے۔

خطابت وخطیب: مصنف: مولانا عبدالرؤف چشتی: صفحات: ۷۰۳: قیمت: ۶۰۰: ناشر و ملنے کا پتہ: جامعہ مدینۃ العلم چشتیہ رفیع کالونی گلی نمبر۱ نزد رفیع ملز محمد پورہ روڈ اوکاڑہ شہر!

مولانا عبدالرؤف چشتی عرصہ سے اوکاڑہ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اب دیوبندی اور اوکاڑوی بھی کہلاتے ہیں۔ پورا نام چشتی دیوبندی اوکاڑوی ہے۔ مولانا عبدالرؤف چشتی کی تربیت آپ کے چچا مولانا حامد علی رحمانیؒ نے کی جو خود حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی صحبت سے کندن بنے تھے۔ مولانا عبدالرؤف چشتی کی خوبی یہ ہے کہ وہ کبھی ہلاہل کو قند نہیں کہتے۔ ان پر کئی نشیب وفراز آئے۔ لیکن وہ اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ اس استقامت نے ان کو نکھار دیا۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنا حلقہ بنایا اور وہ یوں بہت خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے پہلے کے جن بزرگوں کی زیارت کی ان کی خوبیوں کے امین ہوگئے ہیں۔ مولانا خطیب ہی نہیں۔ اب خطیب گر ہیں اور یہی کتاب ان کے خطیب گر ہونے کی دلیل ہے۔ آپ نے ''۱۱۰'' ابواب قائم کر کے دنیا خطابت کی کوئی ایسی رمز نہیں جسے مشعل نہ بنا دیا ہو۔ کوئی بات رہنے نہیں دی گئی۔ خطابت پر کئی کتابیں موجود ہیں اور اس فن میں یہ کتاب گرانقدر اضافہ ہے۔

خطبات مولانا نعیم الدین جلد۱: ترتیب: مولانا محمد عابد: صفحات ۲۰۱: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ اردو بازار الفضل مارکیٹ لاہور!

حضرت مولانا نعیم الدین عالم ربانی ہیں۔ بلند پایہ عالم دین اور فاضل ہردلعزیز مدرس ہیں۔ ان کی زبان

کی چاشنی سے لگتا ہے کہ وہ کوثر وتسنیم سے دھلی گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ کے دست راست مولانا محمد عابد نے آپ کے خطبات کی پہلی جلد شائع کی ہے جس میں شکر اور فکر اخلاص اور اتباع، خلاصۃ القرآن، اللہ تعالیٰ سے تجارت کیجئے، ایسے آپ کے کئی اصلاحی خطبات یکجا کردیئے ہیں جو معلومات کا بیش بہا خزانہ اور عمدہ تعبیرات کا شاہکار ہیں۔

میرے ابو میری کائنات: مرتبہ: فوزیہ چودھری: صفحات:۱۱۲: ناشر: مکتبہ انوار مدینہ مانسہرہ!
مولانا محمد اسرائیل گڑنگی کی صاحبزادی نے اپنے والد گرامی کے حالات پر مشتمل یہ مواد جمع کیا ہے۔ بہت عرق ریزی کی ہے۔

حیات الانبیاء کے موضوع پر یادگار مناظرہ: مرتب: مولانا جمیل الرحمن عباسی: صفحات: ۱۲۴: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ صفدریہ نزد مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور!
عالم ربانی حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مناظر اسلام کا، معروف منہ زور مقرر احمد سعید چتروڑگڑھی سے فاضل پور ضلع راجن پور میں مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کی روح پرور روئیداد فاضل نوجوان مولانا جمیل الرحمن عباسی نے قلمبند کی ہے۔ جو بہت ہی معرکہ کی چیز ہے۔ سرسری دیکھا تو نظر نہ آیا کہ یہ مناظرہ کب ہوا؟ امید ہے کہ اس نقص کو آئندہ ایڈیشن میں دور کردیا جائے گا۔

روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء: صفحات:۱۲۸: ناشر: اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان!
۲۰۰۲ء میں ھتھیجی ضلع بہاولپور میں حیات الانبیاء پر مولانا جمیل الرحمن عباسی کا مولانا محمد نصر اللہ طاہری سے مناظرہ ہوا۔ دونوں طرف چوٹی کے حضرات موقع پر موجود تھے۔ بڑی خوبصورت اس کی روئیداد چھپی ہے۔ پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔

تعاقب قادیانیت: از افادات: حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی: صفحات: ۳۹۲: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: المشرق دکان نمبر ۸ فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور!
حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی بہت بڑے عالم اور نامور مناظر تھے۔ مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا دوست قریشی ایسے ہزاروں علماء آپ کے شاگرد تھے۔ آپ نے جہاں رفض کے خلاف تحریری وتقریری کام کیا۔ وہاں آپ نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ قادیانیت کے خلاف آپ کے مناظرے، آپ کی تقاریر، آپ کے قلمی شہ پارے، جہاں جہاں سے جو چیز ملی۔ مولانا بلال احمد، مولانا محبوب احمد صاحب نے جمع کی تو یہ عظیم الشان کتاب تیار ہوگئی۔ طباعت وجلد میں اچھے ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ البتہ کاپی پیسٹنگ صفحات کی ترتیب اور اس سے کہیں زیادہ حواشی کی درستگی کا آئندہ ایڈیشن میں خاص خیال رکھا جانا ضروری ہے۔ حواشی کے نشان کہیں، حواشی کہیں، بہت ہی الجھن پیدا کرتے ہیں۔ علمی اور معلوماتی کتاب ہے۔ اہل علم قدر فرمائیں۔

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین و شہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

- ☆ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا
- ☆ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق و باطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گرو مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ☆ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب اور دجل پر مہر اور ہر قادیانی و لاہوری کے لئے ''اتمام حجت'' ہے۔
- ☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش و عرق ریزی سے تحقیق و تخریج سے آراستہ کر کے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کر دیا ہے۔ جو کہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔
- ☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس ''اتمام حجت'' کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچادی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کیلئے وقف کریں

- عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ چنانچہ امام زین نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر ص۱۰۲ پر لکھا ہے کہ: ''اذا لم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات ''جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔
- آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جبکہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کررہے ہیں۔
- تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، تحریک ایم، آر، ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران۔ کویت، عراق جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوط عراق سے سانحہ لال مسجد تک ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کی خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔
- ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست ذات اقدسؐ کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔
- لہٰذا: تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم از کم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبویؐ کے مستحق بنیں۔ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

والسلام!

فقیر خواجہ خان محمد عفی عنہ

(مولانا خواجہ خواجگان) خواجہ خان محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
فون 061-4783486

قرآن پاک سیکھیے ...... بذریعہ آن لائن ٹیچنگ

''**خیرکم من تعلم القرآن و علمه**''(الحدیث) (تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے)

اگر آپ کے پاس انٹرنیٹ ...... internet کی سہولت ہے تو براہ راست ہم سے قرآن مجید سیکھیں

درج ذیل سکائپ skype ...... ایڈریس پر رابطہ کیجئے: ایڈریس ...... skype ...... [quranteacher772]

المشتہر: محمد اقبال نعمانی ...... رابطہ نمبر: 0302-7794823

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

14 دسمبر 2013 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

چوک موہنی روڈ علی مسجد لاہور

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

بزیرِ صدارت

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث، امام الصرف والنحو، یادگار اسلاف، استاذ الاساتذہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

حضرت مولانا قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب

جناب حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب

جناب حکیم ارشاد حسین صاحب

جناب عبدالولی صاحب

جناب محمد یونس ملک

حضرت مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب
مجاہد ختم نبوۃ

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
مناظر ختم نبوۃ

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
شاہین ختم نبوۃ فاتح ربوہ

حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب
جمعیت علماء اسلام (ف) پاکستان

حضرت مولانا عاشق حسین صاحب
مسلک بریلوی

زیر قیادت
جناب محمد حامد بلوچ صاحب
مجاہد ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ راوی ٹاؤن لاہور

برائے رابطہ
0332-4743416
0321-8809913
0321-4057404
0321-9322111

قیمت فی شمارہ -/10 روپے

قیمت سالانہ -/100 روپے